حضرت مولانا الحافظ الحاج احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند

کے

تین عالمانہ مضامین کا مجموعہ

جس کو

باجازت مولانا موصوف الصدر

منیجر دینی بک ڈپو کوچہ ناہر خاں دہلی نے

محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

تیسرا ایڈیشن قیمت صرف ۴ر

صلوٰۃ وسلام

درود وسلام کے فضائل پر بیش بہا اور جامع رسالہ

مؤلفہ الحاج حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے جو بے شمار فضائل ہیں مسلمان اُن سے بہت کم واقف ہیں۔ حضرت مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی وہ تمام ہدایات یکجا جمع فرمادی ہیں جو درود سلام کے فضائل پر مشتمل ہیں۔ اس قسم کا مجموعہ اُردو میں آجتک نہیں پیش کیا گیا۔ ترتیب اور عبارت عام فہم اُردو زبان نہایت شگفتہ ہے۔ یہ کتاب مسلمان بچوں اور عورتوں کیلئے خاص طور پر مفید اور محبانِ رسول کے لئے حرزِ جاں بنانے کے لائق ہے۔ ۴۰ صفحات لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے۔ قیمت صرف ۵؍

مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ
حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

حضرت مولانا الحافظ الحاج احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کے تین عالمانہ مضامین کا مجموعہ
(فطرت سلیمہ۔ حیات طیبہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام)

المسمّٰی بہ

پاک زندگی

جس کو

باجازت مولانا موصوف الصدر منیجر دینی بک ڈپو

نے

محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

ضروری اعلان

حضرت مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کے تین عالمانہ مضامین (فطرۃ سلیمہ۔ حیاۃ طیبہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف) کا مجموعہ جو پہلے دو مرتبہ شائع ہو چکا ہے اب تیسری مرتبہ مولانا موصوف کی نظر ثانی اور اجازت کے بعد دینی بک ڈپو بیت السعید کوچہ ناہر خاں دہلی کی جانب سے شائع کیا جا رہا ہے چونکہ اس کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں اسلئے کوئی صاحب اس کتاب کا کل یا جز بلا اجازت ناشر کے شائع نہ کریں ورنہ ہر قسم کے نقصان اور قانونی اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے۔

محمد سعید۔ منیجر دینی بک ڈپو
کوچہ ناہر خاں بیت السعید
دہلی

۷۸۶

ایک طالبِ حق کو حق کی تلاش

فطرت سلیمہ کی صحیح رہنمائی

مقصد میں شاندار کامیابی

حیاتِ خلیل پر ایک نظر

معرفت الوہیت و وحدانیت کے لئے قدرت نے جس طرح انسان کو جوہر عقل سے آراستہ کیا ہے اُسی طرح عالم کو گوناگوں عجائب و غرائب سے مزین فرمایا ہے۔ تاکہ ایک صحیح العقل انسان ان قدرتی مظاہر سے نہایت آسانی کے ساتھ صانع عالم کے وجود پر استدلال کر سکے اور ایک ہلکی سی نظر اور تھوڑی ہی توجہ کے ساتھ توحید باری اور اسکی الوہیت کا قائل ہو سکے۔ اگر عقل سلیم ان مسائل کی عقدہ کشائی کے لئے کافی نہ ہوتی یا موالید ثلاثہ اور اجرام فلکیہ میں رہنمائی کی اہلیت نہ ہوتی تو آسمانی کتب میں عموماً اور خدا کے مقدس کلام اور آخری کتاب میں خصوصاً نہ تو انسانی عقل سے اپیل کیا جاتا، اور نہ مخلوقات معلومہ سے امور مجہولہ کے تصور و تصدیق کی تکلیف دیجاتی اور جب غادی پر دلائل سے اجتناب ہوتا تو تمثیلات جو محض وضاحت دلائل کے لئے استعمال کی جاتی ہیں وہ بھی بیکار ہو جاتیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ کتب سماویہ

ہیں اس قسم کی چیزیں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً دلائل کا ذکر کرتے ہوئے۔

ان فی ذلک لآیت لقوم یتفکرون — بیشک ان چیزوں میں اہل فکر کیلئے بہت سے دلائل موجود ہیں

ان فی ذلک لآیت لقوم یعقلون — ان بیانات میں اہل عقل کے لئے بکثرت دلائل ہیں

ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار — ان باتوں میں آنکھوں والوں کے لئے عبرت ہے۔

ان فی ذلک لآیت لاولی الالباب — اہل عقل کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

ان فی ذلک لآیت للمتوسمین — اہل علم اور اہل عقل کے لئے انہیں نشانیاں موجود ہیں

فرمانا عقول انسانی سے اپیل نہیں تو اور کیا ہے۔

اسی طرح جابجا مصنوعات و مخلوقات سے ان الفاظ میں استدلال فرمایا ہے۔

ومن ایاتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون۔ — اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تم کو بنایا مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین میں پھیلے پڑے۔

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

والانعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع ومنھا تاکلون ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف الرحیم والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ — اور چوپائے بنا دئے تمہارے واسطے ان میں جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو کھاتے ہو اور تم کو ان سے عزت ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لیجاتے ہو۔ اور اٹھائے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بیشک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ اور گھوڑے پیدا کئے اور خچریں اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کیلئے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

جمادات کے وجود سے اس طرح استدلال فرماتے ہیں۔

وجعلنا فیھا رواسی شمخت — اور ہم نے زمین کے دباؤ کیلئے اس میں بلند پہاڑ بنائے ہیں

اور ارشاد فرمایا کہ

الم نجعل الارض مھادا والجبال اوتادا — کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں

نشاۃ ثانیہ پر نباتات کی روئیدگی سے استدلال کیا گیا ہے۔

فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک — پھر اُس سے نکالتے ہیں سب طرح کے پھل اسی طرح
نخرج الموتی لعلکم تذکرون۔ — ہم نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو۔

وتری الارض ھامدۃ فاذا انزلنا — اور تو دیکھتا ہے زمین خراب پڑی ہوئی۔ پھر جہاں
علیھا الماء اھتزت وربت وانبتت — ہم نے اُتارا اُس پر پانی تازی ہوگئی اور ابھری اور
من کل زوج بھیج۔ — اُگائیں ہر قسم کی رونق کی چیزیں۔

ومن آیاتہ انک تری الارض خاشعۃ — اور ایک اُس کی نشانی یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی
فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت — پڑی پھر جب اُتارا ہم نے اُس پر پانی تازی ہوئی اور
ان الذی احیاھا لمحی الموتی۔ — ابھری بیشک جس نے زندہ کیا اُسکو زندہ کریگا مردوں کو

موالید ثلاثہ کے ساتھ ساتھ عالم علوی سے استدلال ملاحظہ ہو۔

افلم ینظروا الی السماء فوقھم کیف بنینٰھا — کیا نہیں دیکھتے آسمان کو اپنے اوپر کیسا ہم نے اسکو بنایا
وزینٰھا ومالھا من فروج۔ — اور رونق دی اور اُس میں نہیں کوئی سوراخ۔

اجرام فلکیہ کو کس بہترین طریقہ سے پیش کیا گیا ہے۔

والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون — اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں یہاں تک کہ
القدیم لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک — پھر آ رہا جیسے ٹہنی پرانی نہ سورج سے ہو کہ پکڑ لے چاند کو
القمر ولا اللیل سابق النھار وکل فی — اور نہ رات آگے بڑھے دن سے اور ہر کوئی ایک
فلک یسبحون۔ — چکر میں پھرتے ہیں۔

اجسام فلکیہ میں سے سب سے بڑے جسم کی تسخیر و تذلیل سے اپنی توحید پر استدلال کا عجیب و غریب طرز اختیار کیا ہے۔

قل ارأیتم ان جعل اللہ علیکم الیل سرمدا الیٰ یوم القیٰمۃ من الٰہ غیر اللہ یاتیکم بضیاء افلا تسمعون قل ارایتم ان جعل اللہ علیکم النہار سرمدا الیٰ یوم القیٰمۃ من الٰہ غیر اللہ یاتیکم بلیل تسکنون فیہ افلا تبصرون۔

تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ رکھدے رات تم پر ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوا ہے کہ لاوے تم کو کہیں سے روشنی پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھدے اللہ تم پر دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوا کہ لاوے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے ۔

ان دلائل کو مختلف مثالوں سے جا بجا تفصیل کے ساتھ واضح بھی فرمایا ہے جس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آگئی ہو گی کہ اگر کوئی ذی عقل انسان موجودہ مخلوقات پر ایک منصفانہ لیکن غور و فکر سے لبریز نظر ڈالے تو وہ الٰہیات کے متعلق ایک ایسے نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے جو رفع درجات کے لئے نہ سہی لیکن نجات کے لئے تو ضرور کافی ہو سکتا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت

ممکن ہے یہ شبہ کیا جائے کہ اگر عقل صحیح الٰہیات کے مسئلہ میں رہنما بن سکتی تھی تو انبیاء کی تشریف آوری کے لئے کونسی ضرورت داعی تھی یہ شبہ یقیناً اس وقت صحیح ہو سکتا تھا جب دنیا فطرۃ سلیمہ اور عقل صحیح کا جائز استعمال کرتی ۔ افسوس تو اسی کا ہے کہ لوگوں نے اس نعمت خداوندی کا صحیح استعمال نہیں کیا ۔ خداداد عقل و دانش کا استعمال جس قدر مادیت کے حصول میں کیا گیا اگر اس کا عشر عشیر بھی صانع کائنات اور خالق موجودات کی ہستی اور اس کی وحدانیت پر غور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ۔ تو یقیناً آج دنیا کے انسان ایک ایسی راہ پر ہوتے جس سے نہ صرف دنیاوی زندگی میں امن و اطمینان حاصل ہوتا بلکہ وہ راستہ خالق کی نظر میں بھی محبوب ترین اور صراط مستقیم شمار کیا جاتا ۔ انبیاء کی ضرورت یا تو بالکلیہ مرتفع ہو جاتی ۔ یا اگر باقی بھی رہتی تو رفع درجات اور تقرب عند اللہ کے لئے رہ جاتی ۔ اگرچہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

کے نفوس قدسیہ سے تو انسانی عقول کسی حالت میں بھی استغنا ر تام نہیں حاصل
کرسکتی تھیں لیکن پھر بھی ان آنے والے برگزیدہ حضرات کے مصائب میں بہت کچھ
کمی واقع ہوسکتی تھی۔ دنیا نے فجور اور تقویٰ کی دو راہوں میں سے خطرناک راستہ
اختیار کیا وہ بجائے قد افلح من زکھا کے قد خاب من دسھا کے مصداق بنے
یہ خدائے رؤف ورحیم کا کرم تھا کہ اس نے کفر وطغیان کے اس امنڈتے ہوئے سیلاب
کو مسدود کرنے کی غرض سے ارواح طیبہ اور نفوس قدسیہ کا نزول فرمایا تاکہ وہ گمراہوں
اور سرکشوں کو ان کے طغیان وعدوان سے متنبہ فرمائیں اور ان کو بتائیں کہ وہ اپنی عقل
سلیم سے کس طرح غلط اور ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ خدائے عزوجل کی یہ مہربانی
ہے کہ اس نے محض عقول انسانی پر اپنے محاسبہ کی بنیاد قائم نہیں فرمائی ورنہ
اندیشہ تھا کہ سوائے چند نفوس کے کسی ایک کو بھی ابدی نجات کی ہوا نہ لگتی۔ انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس روک تھام کے باوجود بھی ان معصوموں کے ساتھ ابن آدم کی
سرکشی نے جو سلوک کیا وہ ظاہر ہے۔ یہ بدنصیب خود تو اپنی فطرۃ سلیمہ سے کیا کام لیتے۔
رونا تو یہ ہے کہ خدا کے نبیوں کی پند ونصائح کے باوجود بھی غور وفکر کیلئے تیار نہ ہوئے۔ غلط
راستہ پر نہ صرف اعتماد کیا بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی کا ثبوت پیش کیا۔ صحیح راستہ بتانیوالوں کے
لئے روحانی اور جسمانی تکالیف کا سامان مہیا کرنے میں تمام عقل خرچ کردی۔ الوہیت و
وحدانیت کے اقرار کی بجائے عالم کی تخلیق کا خواص کے اجزائے ترکیبیہ کو سبب قرار دیا
اور توحید کی بجائے خود مصنوعات کو مؤثر بالذات سمجھ کر ان کی پوجا میں مشغول ہو گئے۔
جب انبیاء کی موجودگی میں ان بیوقوفوں نے عقل کی دولت کو اس بیدردی سے برباد کیا تو
بھلا ان کی عدم موجودگی میں نہ معلوم یہ ظالم کیا کرتے اِسی بنا پر ہر زمانے کے نبی نے اپنی اپنی
قوم کی نبض شناسی کرتے ہوئے اپنی قوم کے لچر اور پوچ دلائل کو بیکار ثابت کرنے کی کوشش
کی ہے۔ اور اپنی قوم کو یہ بتایا ہے کہ جن چیزوں سے تم شرک کی بلا میں مبتلا ہوتے ہو وہ بھی

چیزیں تم کو ہدایت اور توحید الہٰی کا سبق دے سکتی تھیں۔ بشرطیکہ تم اپنی عقل سے کام لیتے اس سلسلے میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اس قدر روشن اور صاف ہے کہ اگر نمرود کا نمرود اور سرکشی اُسے تھوڑا سا موقع دیتی تو وہ بدنصیب اپنی تمام طاقت کو ابراہیمی مشن کی کامیابی میں خرچ کرتا اور کبھی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناکام مقابلہ کے لئے آمادہ نہ ہوتا۔ لیکن بُرا ہو ضد اور تعصب کا بُرا ہو خود پرستی اور خود نمائی کا یہ بیماریاں نہ صرف بھلے راستہ کے لئے سد راہ ہوتی ہیں۔ بلکہ جو بد نصیب انسان ان امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ دارین کی سعادت سے ابد الآباد کے لئے محروم کر دیا جاتا ہے۔

سیدنا ابراہیمؑ کی قوم

بابل کی تہذیب بھی دنیا کی ان تہذیبوں میں سے ہے جس پر دنیا دار آج بھی بڑے فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں۔ بابل کے کھنڈرات نے موجودہ تاریخ نویسوں کی معلومات میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مادی طاقت کو اپنے تحفظ کیلئے جن آلات یا سامان کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب کچھ اس سلطنت میں موجود تھے۔ بابل چونکہ سحر اور جادوگری کا مرکزی مقام تھا اس لئے جادو کی طاقت کہو یا انسانی عقل کا کرشمہ اور چاہے علم نجوم کے کمال سے تعبیر کرو۔ بہرحال اس قوم کے پاس وہ سب کچھ تھا جو ایک بنیادی طاقت کے پاس ہوا کرتا ہے۔ یورپ کے پاس آج کل جو کچھ ہے وہ بھی اسی عنوان کا معنون یا سلطنت نمرودی کا عکس ہے۔ ہر زمانہ میں یہی چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ عنوان کچھ بھی ہو۔ لیکن مطلب ایک ہی ہوتا ہے یعنی زبردست اور ظالموں کو کمزوروں پر حکومت کرنا۔ بابل کی نمرود پرست قوم کے پاس سب کچھ تھا۔ بڑے بڑے عالیشان محل تھے ٹڈی دل فوج تھی، خزانوں میں کروڑوں روپیہ موجود تھا۔ سی۔ آئی۔ ڈی اور پولیس کی تعداد بھی کافی تھی عدالتیں باقاعدہ تھیں جیل خانہ کا انتظام بھی اچھا تھا۔ ایگزیکٹیو کونسل بھی دفادار تھی علم نجوم کی بنا پر برسوں پہلے کا انتظام کیا جاتا تھا۔ سزا کے طریقے بھی نہایت

سخت تھے۔ غرض یہ سب کچھ تھا۔ ہاں اگر نہیں تھا تو اتنی بڑی تہذیب میں خدا کی پرستش
کا تذکرہ نہ تھا۔ فطرۃ سلیمہ اس راہ میں گمراہ تھی۔ عقلا کے اذہان و افہام خالق کے
تصور سے یکسر عاری اور بے بہرہ تھے۔ اجسام علویہ اور اجرام فلکیہ کو مؤثر بالذات
سمجھتے تھے۔ عبادت بھی کرتے تو کواکب کی۔ بادشاہ پرستی ان کی تہذیب کا جزو
لاینفک تھا۔ ان کی عقل صحیح کو چند لمحات کی مہلت بھی میسر نہ تھی۔ جس سے وہ
خدا کی ہستی پر غور کرتی۔ انسان تھے فطرۃ سلیمہ اور عقل صحیح کی نعمت سے کامل
حصہ دیا گیا تھا۔ لیکن باوجود اس نعمت خداوندی کے۔

افمن زین له سوء عمله فراٰه	(بھلا اُس شخص کو کس طرح ہدایت ہو سکتی
حسنا	جو اپنے برے کاموں کو اچھا سمجھ رہا ہو)

کے مصداق تھے۔ ان کی عقل نے مادہ پرستی کی تمام راہیں ان پر سہل کر دی تھیں۔ اگر
کوئی کام مشکل اور صعب ترین تھا تو وہ خدائے قدوس کی وحدانیت اور اس کی عبادت
کا شغل تھا۔ تمام کام آسان تھے۔ جملہ علوم کی کنہ سے واقف تھے لیکن اگر بے خبر تھے تو صرف
خدا کی وحدانیت اور اس کی مقدس ہستی سے لاعلم تھے تو خالق کائنات اور صانع موجودات
سے۔ غافل تھے تو خداپرستی سے۔ جاہل تھے تو انبیاء کی تعلیم سے۔ کوئی کام مشکل تھا تو صرف
وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانا۔

ومن یرد ان یضله یجعل صدره	اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ نہ کرے اُس کو
ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء	ہدایت اتنی ہی مشکل معلوم ہوتی ہے جیسے کسی آسمان پر چڑھنا

سیدنا ابراہیم کی پیدائش

نمرود پرستوں کے طغیان و سرکشی نے حد سے
تجاوز کیا ان بدنصیبوں نے سنت اللہ کی
عام جہلت اور ڈھیل سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ انہوں نے اہمال خداوندی
کو از دیاد اثم کا ذریعہ بنایا۔

انما نملی لھم لیزدادوا اثما۔ — ہم بعض دفعہ اس لئے بھی گنہگاروں کو مہلت دیتے ہیں کہ ان کے گناہ زیادہ ہو جائیں۔

ان ظالموں نے آسمان و زمین کی برکتوں سے اخذ و عذاب بغتۃً اور فلتۃً کی استعداد بڑھائی۔

حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ھم بغتۃً فاذا ھم مبلسون۔ — یہاں تک کہ جب وہ ہماری دی ہوئی چیزوں پر اترانے لگے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور وہ نا امید ہو گئے۔

انہوں نے آہستہ آہستہ سادہ لوح رعایا کی جماعت کو بھی اپنے زہریلے اثر سے متاثر کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں کی اس امانت پر جسے فطرۃ سلیمہ کہتے ہیں ڈاکہ ڈالنا شروع کر دیا۔ نمرود کی تصویریں ایک ایک گھر میں پرستش کے لئے رکھی گئیں۔ بادشاہ پرستی کا قانون وضع کیا گیا۔ اطاعت و پرستش کے دو لفظ ہم معنی قرار دئے گئے۔ بادشاہ کی پوجا وفاداری کی شرط قرار پائی اس استبدادیت و گمراہی کے مقابلہ میں لب کشائی کرنے والے سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کئے گئے۔ رائے عامہ کا علی الاعلان خون کیا گیا۔

یہ تمام سامان عذاب خداوندی اور غضب الٰہی کی دعوت کے لئے کافی تھے۔ لیکن قدرت کے عام قانون کے موافق رحمت نے پھر ایک دفعہ سبقت کی فطرت سلیمہ کے غلط استعمال ہی کو صرف مواخذہ کی علت قرار نہیں دیا۔ بلکہ ظالموں کو غور و فکر کا ایک آخری موقع دیا گیا۔ بطش و گرفت سے پہلے حضرت ابراہیم کی بعثت کو ضروری قرار دیا گیا تاکہ بھولے ہوئے سبق کو یاد کرا کے اتمام حجت کیا جائے۔ غفلت و جمود سے متنبہ ہونے اور تقلید آبائی سے رجوع کرنے کی غرض سے بطور آخری تنبیہ اور انقطاع حجت کے خلیل اللہ کو مبعوث کرنے کا اعلان کیا گیا تاکہ کفار کو اور معاندین کو دو باتوں میں سے کسی ایک کے کہنے کا حق ہی نہ رہے۔

انا کنا عن ھذا غفلین او تقولوا — ہم کو اس کی خبر نہ تھی یا کہنے لگو شرک تو نکالا تھا ہمارے

انما اشرک اباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون۔
باپ دادوں نے ہم سے پہلے اور ہم ہوئے اُن کی اولاد اُن کے پیچھے تو کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اُس کام پر جو کیا گمراہوں نے۔

ابھی یہ خدا کا برگزیدہ بندہ صلب آزر سے منتقل بھی نہ ہوا تھا کہ ماہرینِ فنِ نجوم نے قضا و قدر کی چغلی کھائی۔ نمرود کو کسی آنے والے خطرہ سے آگاہ کیا گیا۔ جو ایک نوزائیدہ بچے کی صورت میں ظاہر ہونے والا تھا۔ کونسل کا غیر معمولی جلسہ طلب ہوا۔ اندفاعی تدابیر پر غور کرنے کی غرض سے سب کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ نجومیوں نے جو شب رحمِ مادر میں منتقل ہونے کی مقرر کی تھی اس رات عورتوں کو مردوں سے علیحدہ رکھنے کا اہتمام کیا گیا۔ توالد و تناسل کی صلاحیت رکھنے والے مردوں کو شہر سے باہر کر دیا گیا حکم تھا کہ کوئی مرد شہر میں نہ رہنے پائے فصیل کے دروازوں پر معتمدین کو نگراں بنایا گیا۔ آزر جو تقرب نمرودی کے باعث وفاداری میں خاص امتیاز رکھتے تھے حاجبین و بوابین کے نگراں مقرر ہوئے۔ غرض اس مضحکہ خیز طریقہ سے نمرودیوں نے قضا و قدر کا مقابلہ کیا۔ یہ سب کچھ کیا گیا۔ باوجود اس تمام جدوجہد اور ناکام روک تھام کے مادہ پرستوں کو ذلیل شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ وہ ہو گیا جو خدا چاہتا تھا۔ قدرت کے کرشمہ ساز ہاتھوں نے آزر کو اس امانت سے جو ان کو نسلاً بعد نسل ودیعت کی گئی تھی ہمیشہ کے لئے سبکدوش کر دیا۔ ایک شریف خاتون اس امانت کی ذمہ دار بنائی گئی۔ محافظین اور شاہی معتمدین خائب و خاسر کر دیئے گئے۔

واللہ غالب علی امرہٖ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون۔
اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

فلک آشیاں طبقہ میں قضیٰ الامر کی صدا گونجی ادھر مادہ پرستوں میں غل مچا نجومیوں نے سر پیٹ لیا۔ قضا و قدر کے وشاۃ و غماز نے سینہ کوبی کی تبکدوں میں

جاء الحق وزھق الباطل کا شور ہوا۔ دبیران قدرت نے مادہ پرستوں کو نظر تعجب سے دیکھ کر کہا۔ خدا کا منشا پورا ہو گیا آنے والا خطرہ صرف نو مہینے کی مسافت پر ہے اگر کوئی انتظام کر سکتے ہو تو کر لو۔

کواکب پرستوں کی ایک حماقت

شکست خوردگان قضاء و قدر نے پہلی شکست کو شکست نہیں سمجھا اور بدنصیبوں نے دوسرا محاذ جنگ قائم کر لیا۔ اب کی دفعہ حاملہ عورتوں کی حفاظت کا انتظام کیا گیا۔ ہر نوزائیدہ اور معصوم بچے کو اپنا حریف سمجھ کر موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ اور نہ معلوم اقتدار پسندوں نے کتنے ہزار بے گناہ بچے اس طرح اپنی سفاکی اور بادشاہ پسندی کی نذر کر دیے۔ لیکن قدرت کی زبردست طاقت نے ظالموں اور جاہلوں کو اس محاذ پر بھی شکست دی۔ آزر یا تارخ کی بیوی شلی شروع میں اپنے حمل کو چھپاتی رہیں۔ لیکن آخر انہوں نے اس ہونے والے بچے کی اتنی محبت نمرود پرست باپ کے دل میں پیدا کر دی۔ اور وہ اس پر رضامند ہو گئے کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس کو زمانہ بلوغ تک پوشیدہ رکھا جائے گا اور نمرود کی خدمت میں اس وقت تک پیش نہ کیا جائے گا۔ جب تک وہ نمرود کی خدائی کا معترف نہ ہو جائے۔

غار بابل کا ایک غار وضع حمل کے لئے منور کیا گیا۔ ایک دن رات کی تاریکی اور صحرا کی خاموشی نے حضرت خلیل کی والدہ شلی کو اس امانت سے سبکدوش کر دیا جو ان کو اسی قسم کی ایک رات میں ان کے خاوند تارخ نے شہر پناہ کے بڑے لیکن مقفل دروازے کے قریب ودیعت کی تھی۔

پرستاران نمرود کو اس محاذ پر بھی شکست ہوئی و تفتین علم نجوم دماہرین سبع سیارات نے نمرود اور اس کی کونسل کو اس ذلیل شکست کی اطلاع دیدی۔ اور صاف کہہ دیا کہ اسے رب السموات والارض جس خطرہ کا اندیشہ تھا وہ عالم علوی کو طے کر چکنے کے بعد

زمین کی پنہائی کو چیرتا ہوا منازل سفر کو نوبت بعد نوبت عبور کرتا ہوا شہر بابل کی فصیل سے ٹکرا رہا ہے۔ خداوند زمین و زماں جس بچہ کی تلاش میں ہزاروں بچے ذبح کئے گئے جس خطرے کے خوف سے ہزاروں گھروں کو برباد کیا گیا۔ ہزاروں عورتوں کی گودیاں خالی کرائی گئیں وہ بچہ پیدا ہو گیا اس وقت تک زندہ ہے تندرست ہے۔ آپ ہی کے دربار کا ایک معتمد علیہ اس کا نگراں اور محافظ ہے۔ اگر خداوند ملک کو بچانا ہے اور خدائی کا تحفظ مقصود ہے تو اس بچہ کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ ہم نے حق غلامی ادا کر دیا۔ اب حضور کو اختیار ہے آپ تمام معاملات کو خوب جانتے ہیں۔ کیونکہ آپ عالم اور صانع موجودات ہیں۔

ماہرین فن کی اس سامعہ خراش تقریر نے نمرودیوں کی سٹی گم کر دی وہ ایسے مبہوت و متحیر ہوئے کہ کوئی تدبیر نہ کر سکے۔ صرف تاریخ پر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈالا گیا لیکن تاریخ نے اپنے اعتماد اور ہر دلعزیزی کی بدولت نمرود کی آنکھوں میں ایسی خاک جھونکی کہ تمام ایوان حکومت نہ صرف مطمئن ہو گئے بلکہ آزر کے لئے کونسل میں اعتماد کی تجویز پاس ہو گئی۔ مادہ پرستوں نے اس محاذ پر ایسی مات کی کھائی کہ اگر عقل صحیح سے تھوڑا سا کام بھی لیتے تو ہدایت کے راستے کو نہایت آسانی کے ساتھ حاصل کر سکتے تھے۔ مگر یہ فسق و فجور کے پتلے اور ضلالت و گمراہی کے مجسمے اس قسم کی ٹھوکروں سے کب سنبھلتے تھے۔ بہرحال سیدنا ابراہیمؑ کی پرورش شروع ہوئی تھوڑے عرصہ بعد جب ماں باپ کے پہچاننے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ رات کی تاریکی میں ان کی والدہ مثلی ان کو غار سے لیکر باہر بیٹھ جاتیں۔ اور شب تار کی سیاہ چادر کی چمکتی ہوئی ٹکیوں سے کھلایا کرتیں۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کے لئے کائنات کی سیر کا ایک بہانہ تھا۔ اگرچہ ابھی طریقہ استدلال کی صلاحیت پیدا نہ ہوئی تھی لیکن پھر بھی باوجود ماں باپ کی ضد اور اصرار کے کسی تارے کے سلام کو نہ تو کبھی ہاتھ اٹھایا اور نہ کبھی کسی چمکتے ہوئے سیارے کے سامنے اظہار عبودیت کی غرض سے پیشانی جھکائی۔ قدرت کی اس گوناگوں رنگینیوں کو دیکھ کر کبھی ہنستے کبھی روتے اور کبھی خاموش ہو جاتے۔ ماں باپ

اس نونہال کی چمکتی ہوئی پیشانی کو چومتے گلے لگاتے اور شب گیسو دراز کی زلفیں سمٹنے سے پہلے اپنی امیدوں کے اس مرکز کو غار میں چھپا دیتے اور اپنے عقیدے کے موافق زہرہ یا مشتری کے سپرد کر دیتے۔ آہستہ آہستہ کیوں اور کیا۔ چگونہ و چرا۔ استفہام و استدراک کی قابلیت پیدا ہوئی۔ یہ بچہ، بچہ نہ تھا بلکہ ہزار ہا برگزیدہ ہستیوں کی امانت اور صدہا امتوں کا مجموعہ تھا۔ تنہا تھا لیکن لاکھوں اور کروڑوں کا ہم وزن تھا۔

ان ابراھیم کان امۃ قانتاللہ حنیفا ولم یک من المشرکین شاکرا لانعمہ۔ — ابراہیم ایک رہنما اور فرمانبردار صرف اللہ ہی کا ہو کر رہنے والا تھا۔ وہ مشرک نہ تھا اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر گزار۔

فطرت سلیمہ کا اثر

من وعما کی صلاحیت پیدا ہوتے ہی کسی پوشیدہ شے کی تلاش شروع ہوئی۔ ابتدا میں ماں سے اور آگے چل کر آزر سے سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ کبھی ربوبیت کے انتہائی مرجع سے سوال کیا جاتا تھا۔ اور کبھی خالق کائنات کو دریافت کیا جاتا تھا۔ کبھی ستاروں کے محور سے بحث ہوتی تھی تو کبھی اجرام فلکیہ کے اثرات پر غور کرنے کی درخواست کی جاتی تھی۔ ماں باپ کبھی خود رب ہونے کا اظہار کرتے۔ کبھی نمرود کو رب بتاتے۔ اجرام فلکیہ کو مؤثر بالذات سمجھانے کی کوشش کرتے اپنے اپنے فہم و ادراک کے موافق دونوں ماں باپ بادشاہ پرستی کی تعلیم دیتے تھے لیکن اس چھوٹے سے بچے کو کسی طرح اطمینان نہ ہوتا تھا۔ جب کبھی یہ نمرود کے رب سے سوال کرتا تو دونوں ماں باپ پر بڑا شاق گزرتا۔ باپ کبھی کبھی اس قسم کے سوالات کو سختی سے روکنے کی کوشش کرتا تو آپ خاموش ہو جاتے لیکن جب باپ کا غصہ اتر جاتا تو پھر دریافت کرتے کہ جب بادشاہ بھی ہم ہی جیسا انسان ہے تو اس کو اپنی بقاء زندگی کے لئے کسی مربی کی ضرورت کیوں نہیں۔ کبھی فرماتے کہ اگر آسمان کے ستارے ہر شے میں مؤثر ہیں تو آخر ان میں یہ اثر کس نے رکھا ہے جب

کبھی آزر کو عاجز دیکھتے تو فرماتے مجھے نمرود کے پاس لے چلو شاید وہ میری تسلی کردے آخر مجھے یہاں جنگل میں کیوں رکھا ہے۔ میں تمہارے رب سے خود اس کی ربوبیت کے متعلق گفتگو کر لوں گا شاید کہ وہ اپنی خدائی کے متعلق مجھے مطمئن کر سکے۔ تاریخ اس خواہش کے پورا کرنے سے انکار کر دیتے تو حضرت ابراہیمؑ نمرود کی ضروریات زندگی کے متعلق مکالمہ شروع کر دیتے۔ اسکے کھانے اور پینے نیز دیگر حوائج کے متعلق گفتگو بحث و مباحثہ ہوتا۔ ماں اور باپ دونوں سے اپیل کرتے کہ بھلا جو خود محتاج ہو وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ باپ اس امر کی کوشش کرتا کہ طبیعت کو دوسری جانب متوجہ کر دے لیکن سیدنا ابراہیمؑ کو چونکہ اسی مسئلہ سے دلچسپی تھی۔ آزر نے اپنی کمزوری کو محسوس کیا تو بعض اپنے مخصوص دوستوں کے ذریعہ اس نونہال کا اطمینان کرانا چاہا۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ کی فطرت سلیمہ ایک لمحہ کے لئے بھی کسی انسان کو خدا تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوئی۔ آزر کے مخصوص دوستوں کی آمد و رفت سے بعض دفعہ تمام تمام رات اسی بحث میں گزر جاتی اور صبح کے وقت حضرت ابراہیمؑ مایوس ہو کر پھر غار میں چلے جاتے اور دن بھر متفکر و پریشان رہتے۔

لا احب الآفلین

جب قوم کے لوگوں سے اطمینان نہ ہوا تو حضرت ابراہیمؑ نے عالم کی مختلف چیزوں پر خود غور کرنا شروع کیا۔ بعض دفعہ رات بھر اسی غور و فکر میں گزر جاتی۔ اس تمد محنت و جانکاہی کو دیکھتے ہوئے قدرت کی طرف سے رہنمائی شروع ہوئی۔ یہ ہدایت کسی کسب کے صلہ میں نہ تھی۔ بلکہ صرف موہوب لہ میں تدریجی صلاحیت کا انتظار تھا۔ پس جس کام کیلئے باری عز اسمہ نے اپنے خلیل کو پیدا کیا تھا اس کام کا وقت آ لگا۔ اگرچہ اس غار کی صورت غار حرا کی سی نہ تھی لیکن اس سے ملتی جلتی ضرور تھی غار کو مجاہدے اور سعی طلب کا ذریعہ بنا لیا گیا تاکہ فطرۃ کی تدریجی رفتار کا قانون قائم

رہے اور کسی سبب اور کسی معلول کی علت ظاہر ہو جائے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ — ہم اپنے راستہ کے تلاش کرنے والوں کی خود رہنمائی کیا کرتے ہیں۔

جو کچھ ملنے والا تھا وہ تو مل ہی کر رہتا۔ ازل کی نظر انتخاب کو کون پھیر سکتا تھا لیکن محض اس قاعدے کے اثبات کی ضرورت تھی کہ تلاش کرنے والے پاتے ہیں اور صحیح قدم اٹھانے والے کامیاب ہو جاتے ہیں جستجو کرنیوالوں کا خیر مقدم کیا جاتا ہے اور فطرت سلیمہ کے جائز استعمال کرنے والے توحید الٰہی کے قائل ہی ہوا کرتے ہیں چنانچہ خلیل کی سچی طلب نے خلیل کو حاصل کر ہی لیا۔ اور لطف تو یہ ہے کہ جنگل میں بیٹھے بیٹھے وہ چیز حاصل ہوگئی جس سے آجکل کے بڑے بڑے سیاح محروم ہیں۔

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض۔ ملکوت کی رویت کے بعد ایقان میں تخلف ناممکن ہے۔ قلب کو اطمینان حاصل ہو چکا تھا۔ اور جس کے لئے عرصہ سے بے چین تھے وہ شے مل گئی تو والد کے دوستوں کی جانب متوجہ ہوئے اور عالم علوی کے پرستاروں کو انہی کے اسلحہ سے مجروح کر دیا۔ تغیرات اشیاء کا حدوث ثابت کرتے ہوئے خالق عالم اور فاطر السموات والارض کی جانب متوجہ کیا۔ تبلیغ کا نیا طریقہ ایجاد کیا گیا۔ حکمت اور موعظہ حسنہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور نہایت ہی احسن طریقہ پر خصم کے دلائل کو پارہ پارہ کر دیا۔ ابتداء میں ھذا ربی سے اطمینان دلایا کہ اچھا اس کوکب خشاں کو رب مان لیتا ہوں بشرطیکہ شان ربوبیت پر قائم رہے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ افق مغرب سے چاند طلوع ہوا۔ قمر کی روشنی میں کواکب کا نور کالعدم ہو گیا۔ زہرہ (جس کی ربوبیت علی سبیل التنزل تسلیم کر لی گئی تھی) پھیکا پڑ گیا حضرت ابراہیمؑ نے فوراً ہی فرمایا

انی لا احب الافلین

ایک فقرہ سے مقابل کی دلیل کو ختم کر دیا اور مشروط ربوبیت سے فوراً انکار فرماتے ہوئے

مشرکین کو اس طرح اطمینان دلایا کہ میں قمر کو جو زہرہ سے زیادہ روشن اور بڑا ہے
رب تسلیم کر لیتا ہوں بشرطیکہ اس میں وہ عیب نہ ہو جو پہلے معبود میں نمایاں ہوا۔
مناظرہ کی اس صورت نے خصم کے جذبات کو بھی قابو میں رکھا اور معبودان باطلہ کا
قلع قمع بھی ہوگیا۔ اس خوش پیرایہ نے کواکب پرستوں کو ساکت کر دیا۔ رات کا آخری حصہ
ختم ہو رہا تھا کہ آفتاب کی آمد شروع ہوئی۔ چاند کا نور سلب ہونا شروع ہوا جو صورت زہرہ کو
پیش آئی تھی وہی حال قمر کا ہوتا نظر آیا۔ حضرت ابراہیم ؑ نے پھر توجہ دلائی اور اب کی
دفعہ ایک لطیف پیرایہ میں اپنے مطلب کا اظہار اس طرح فرمایا۔

لئن لم یهدنی ربی لاکونن من القوم الضالین۔ — اگر میرے پروردگار نے میری صحیح رہنمائی نہ کی تو میں بھی گمراہ قوم کا ایک فرد بنکر رہ جاؤں گا۔

ربوبیۃ اصلیہ کی طرف توجہ دلاکر فوراً ہی اپنے خصم کو پھر سنبھالا۔ کیونکہ ابھی اسکے
ترکش میں ایک اور تیر موجود تھا۔ اور یہی وہ آخری چیز تھی جس پر اجرام علوی کے
پرستاروں کو پورا ناز تھا۔ حضرت ابراہیم چاہتے تھے کہ قوم کے اس آخری معبود کو بھی
اسی میدان میں شکست دیدوں۔ جب ان کا سب سے بڑا رب شکست کھا جائیگا
تو پھر صاف صاف اپنے عقیدے کا اظہار کر دوں گا خصم کی اس آخری حجت کو اور
مجروح کر دیا جائے تاکہ اس کا ہاتھ خالی رہ جائے اور پھر میں نہایت آزادی کے ساتھ
کلمۃ الحق کا اعلان شروع کر دوں۔ چنانچہ لم یهدنی ربی کا اندمال ھذا ربی ھذا اکبر
سے کیا گیا۔ قوم کو اطمینان ہوگیا کہ ہمارا یہ آخری معبود اس نوجوان اور متلاشی حق کو تسلی دیگا
ھذا اکبر کے الفاظ نے اس امید کو اور بھی قوی کر دیا۔ لیکن شام سے پہلے آفتاب کی حالت
بگڑنی شروع ہوئی۔ حضرت ابراہیم جو ملکوت السموات والارض سے پہلے ہی واقف ہو چکے
تھے انہیں یہ سب کچھ معلوم تھا۔ اور وہ اپنی قوم کو اسی کے مسلمات سے شکست دینا چاہتے
تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ کام اس خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا کہ کواکب پرستوں

کو منہ دکھانے کی جگہ باقی نہ رہی۔ ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک جملہ اجرام علوی کا ابطلان کر دیا
شام تک آفتاب بھی اسی گھاٹ پر جا پہنچا جہاں اس سے پہلے اس کے دونوں حریف
روپوش ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیم نے اس آخری اور سب سے بڑے معبود کو
شکست دینے کے بعد نہایت زور کے ساتھ اعلان کیا۔

یقوم انی بریٔ مما تشرکون۔ اے میری قوم میں تمہارے شرک و مشرکانہ رویہ سے بیزار ہوں

چونکہ معبودان باطلہ کی شکست کا پورا یقین ہو چکا تھا اور مشرکین و ملحدین دلائل
وحجت و براہین سے قطعی تہی دامن تھے اور ان کا تمام علم و کمال فلسفہ اور منطق ایک
اشارہ ابراہیمی میں ختم ہو چکا تھا تو اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے شرک سے بیزاری
کا اعلان کرتے ہوئے معبود حقیقی کے اوصاف کی جانب اس گمراہ قوم کو متوجہ کیا تاکہ معبودان
باطلہ کی ذلت کے ساتھ ہی اللہ جل جلالہٗ کی عزت اور رفعت و شان سامنے آجائے
اور قوم کو یہ سوال کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے کہ تو اب کو چھوڑ کر کیا کریں۔ سیدنا خلیل نے اپنے
اس ایقان کا جو ملکوت السموات والارض کی سیر سے حاصل ہو چکا تھا اس طرح اظہار کیا۔

انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔

میں نے متوجہ کر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والا۔

یہ پہلا اعلان تھا جو قوم کی شکست کے بعد کیا گیا۔ اب تک قوم ایک رسمی مناظرہ
یا معمولی تحقیقات سمجھ رہی تھی لیکن اس اعلان کے بعد قوم کو یہ یقین ہو گیا کہ بابل میں
ایک نئے مذہب کی بنیاد پڑ گئی جو نہ صرف مذہبی حیثیت سے بلکہ پولیٹکل حیثیت سے بھی
موجودہ حکومت کے لئے خطرناک ہے۔

شکست خوردہ قوم نے دلائل و براہین سے عاجز ہو کر مجادلہ و مکابرہ کی صورت
اختیار کی، دھمکی دی گئی تخویف و تہدید کی ابتدا ہوئی۔ الغرض وہ تمام حرکتیں شروع

ہوئیں جو طاقت وار کمزوروں کے مقابلہ میں کیا کرتے ہیں۔ کبھی نمرود کی مادی طاقت سے ڈرایا گیا۔ اور کبھی اجرام علویہ کی خفیہ تاثیرات سے خوف دلانے کی کوشش کی گئی۔ قوم کی طرف سے جس قدر سختی بڑھتی گئی اذعان وایقان کی عمارت اتنی ہی مضبوط اور راسخ ہوتی گئی یہاں تک کہ سیدنا ابراہیمؑ جو معبود حقیقی کی قوت وطاقت سے بخوبی واقف تھے کچھ دنوں خاموشی کے ساتھ قوم کی اس حالت کو برداشت کرتے رہے لیکن جب اس نااہل قوم کی جانب سے باوجود تمہید سنی دلائل کے یہ سلسلہ ختم نہ ہوا تو پھر آپ نے ان تمام لغویات کا جواب اپنی اولوالعزم شان کے ساتھ اس طرح دیا جس میں اپنے اطمینان اور عدم خوف کے اظہار واعلان کے ساتھ قوم کی غلطی اور جہالت پر اس کو دوبارہ متوجہ کیا گیا تھا۔

وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون	تمہارے معبودوں سے مجھے ڈرنے کی کیا پڑی حالانکہ
انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ	تم تو خدا سے ڈرتے نہیں اور بلا کسی حجت ودلیل کے
علیکم سلطانا فای الفریقین احق	اُسکے ساتھ شرک کررہے ہو تمہیں بتاؤ کہ خدا کا
بالامن ان کنتم تعلمون۔	پجاری زیادہ مامون ہے یا بت پرست زیادہ مطمئن ہے

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

حضرت خلیل کی حیات طیبہ سے اس مضمون میں صرف قارئین کرام کے سامنے ایک واقعہ پیش کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ خداوند جل علا کی ہستی اور اس کی وحدانیت کے لئے ایک مستقل دلیل ہے بشرطیکہ کوئی بندہ صحیح تلاش کی غرض سے تیار ہو جائے۔

(صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد رسول اللہ

رسول الثقلین کی حیات طیبہ

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

یہ ایک قدرتی امر ہے کہ ہر کمال اپنے ظہور کے لئے اور ہر خوبی اپنی شہرت کے لئے اور ہر وصف اپنی نمائش کے لئے بے چین اور مضطرب ہے۔ گویا یہ کلیہ بالکل صحیح ہے کہ ہر صفت کمال کا ذاتی اقتضا ظہور ہے۔ گانے والے کا گلا اور ناچنے والے کے پاؤں کا اضطراب تو ضرب المثل ہے لیکن حسن کی پردہ دری سے بھی دنیا ناواقف نہیں ہے۔ اگرچہ عشاق نے اس کا مطلب غلط سمجھا اور حسن کو رازداری کے انکشاف کا طعنہ دے بیٹھے۔ حالانکہ حسن جیسی شریف صفت کی جانب اس قسم کا غلط الزام بالکل بے بنیاد اور صریح بہتان ہے۔ حسن کا ذاتی اقتضا تو اپنے ہی نقاب کا چاک کرنا تھا۔ لوگ یہ سمجھے کہ ہماری پردہ دری ہو گئی۔ عشق کے چھپانے والوں نے اپنی کم ظرفی حسن کے ذمہ لگا دی۔ اگرچہ راز کے چھپانے کا صحیح طریقہ تو وہ تھا جو عربی کے ایک شاعر نے کہا تھا۔

اذا المرء لم یحمل صبر الکتمان سرہ   فلیس لہ شئ سوی الموت ینفع

جب کوئی عاشق اپنے بھید کو چھپانے پر قادر نہ ہو تو پھر اس کا علاج سوائے موت کے کچھ نہیں ہے

ان کم ظرفوں سے بھید بھی نہ چھپایا گیا اور مرتے ہوئے بھی موت آئی تو اپنی بلا حسن کے سر تھوپ دی۔ حسن اپنی شہرت چاہتا ہے، اسے اس سے بحث نہیں کہ اس شہرت کا اثر ایک گمنام عاشق پر کیا ہو گا۔ وہ عاشق کی رسوائی سے مستغنی ہے۔ اس ایک چیز پر

دوسرے کمالات واوصاف کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ باکمال انسانوں سے گزر کر حیوانات بھی اس کلیہ میں شریک ہیں۔ بلبل کی ترنم ریزی اور پپیہے کی نغمہ سنجی بھی اسی کلی کے افراد ہیں۔ اگرچہ بصیرت افروز نگاہیں اس امر سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ عالم امکان کے بسنے والوں کا ہر کمال فانی ہے کوئی کتنا ہی بڑا صاحبِ کمال کیوں نہ ہو لیکن اس کا کمال فنا کے عیب سے پاک نہیں ہے۔ پھر اگر عیب آلود کمال بھی اپنے ظہور کے لئے مضطرب اور بے چین ہے اور چھپائے نہیں چھپ سکتا تو حضرت حق جل وعلا شانہ جو جملہ کمالات کے منبع اور تمام خوبیوں کے مرجع ہیں جن کے اوصاف ازل سے ابد تک باقی رہنے والے ہیں اور جنکی صفات کمالیہ لاتعد ولاتحصی ہیں وہ کیونکر خاموش رہ سکتے تھے۔ دنیا میں ابتک جو کچھ ہوا اور آئندہ جو کچھ ہوگا وہ الٰہی کی صفات کا اقتضا اور اس اقتضا کا ظہور ہے چونکہ یہ اقتضا مشیت اور ارادہ کے تحت میں تھا اس لئے اضطرار کے نقص سے مبرا و منزہ تھا۔ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب ابتک ایک قادر مطلق کی صفت ارادی کے ماتحت ہوا اور آئندہ بھی جب تک وہ چاہیگا ہوتا رہیگا۔ اس کی صفت خالقیت نے ہزار ہا قسم کی مخلوق پیدا کی لیکن ان سب میں انسان کو اشرف المخلوقات کا خطاب دیا گیا۔ چونکہ انسان بے شمار کمالات کا آئینہ اور ملکات متضادہ اور صفات متقابلہ کا مجموعہ تھا۔ اس کو خلقت بیدی (اپنے آدم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے) کے مبارک خطاب سے نوازا گیا۔ ملائکہ صرف نور سے پیدا کئے گئے تھے اور فقط لطف وکرم کے مظہر تھے۔ اسی طرح جنات میں ناریت کا عنصر غالب تھا اور وہ صفت استکبار کے نشاد مظہر تھے لیکن انسان جس طرح عناصر متضادہ سے ترکیب دیا گیا تھا اسی طرح اسکی ترکیب میں بھی ملکات متقابلہ ودیعت کئے گئے تھے۔ ایک طرف تواضع اور اطاعت کا ظہور اس سے ممکن تھا اور دوسری طرف بادانکار سرکشی ونافرمانی کی طاقت بھی عطا کی گئی تھی۔ نیکی اور گناہ کی دونوں طاقتیں اسکی سرشت میں رکھی گئی تھیں

اسی وجہ سے تمام مخلوق میں امتیازی شان کے ساتھ اوامر و نواہی کا مکلف بھی قرار دیا گیا۔ جملہ کائنات کو اس کے لئے مسخر و مطیع کیا گیا۔ اور قدرت نے اس کو اپنے لئے چن لیا۔ ازل میں ایک الست بربکم کے خطاب سے مخاطب فرما کر بلیٰ کا وعدہ لیا گیا۔ حضرت حق جل وعلا شانہ کے الطاف و کرم نے اپنے بندوں کے اس حق کو بھی تسلیم کر لیا کہ ہم اس وعدہ کی یاد دہانی بھی کرائیں گے۔ لیکن اگر ہمارے رسول تم تک پہنچ کر تم کو یہ وعدہ یاد دلائیں اور تم کو ہماری ہدایت کا جانفزا پیام پہنچایا جائے تو تم ان نبیوں کا خیر مقدم کرنا اور میری ہدایت کو قبول کر لینا لیکن اگر تم نے ہماری ہدایت کو قبول نہ کیا اور ہمارے پیغمبروں کی تکذیب کی تو تم ابدی عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ اور قیامت میں تمہارا کوئی عذر بھی مسموع اور مقبول نہ ہوگا۔

یٰبنی ادم اما یاتینکم منی ھدی
فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم
ولا ھم یحزنون۔ والذین کفروا
وکذبوا بایتنا اولئک اصحب النار
ھم فیھا خلدون۔

اے اولاد آدم اگر تم تک میری ہدایت کا پیام پہنچے تو یاد رکھنا جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا اس پر کسی قسم کا ڈر خوف نہ ہوگا اور جو لوگ میری آیتوں کا کفر کریں گے اور تکذیب کے درپے ہوں گے تو ان کو آگ کا عذاب ہوگا۔ اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے

قدرت کے اس اعلان نے انسان کو ہر قسم کا ذمہ دار بنا دیا۔ اگر ایک طرف اس کے سر پر لقد کرمنا بنی آدم کا تاج رکھا گیا تھا۔ اور ملائکہ مقربین کے سجدے کی شرافت و عزت سے نوازا گیا تھا تو اسی کے ساتھ اس کو امانت الٰہی کا سب سے بڑا ذمہ دار بھی مقرر کیا گیا اور نہایت ہی صاف طریقہ سے کہہ دیا گیا کہ اے اولاد آدم دنیا میں جا کر اس وعدے کو فراموش نہ کر دینا۔ یہ تمام شرافتیں اسی وقت تک ہیں جب تک تمہاری جانب سے پوری وفاداری کا اظہار ہوتا رہے ورنہ یہ تمام نعمتیں سلب کر لی جائیں گی۔ اور بجائے احسن التقویم کے اسفل السافلین کے گڑھے میں پھینک دئے جاؤ گے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت

ایک طرف قدرت اپنے کمال لقیت خاص کے ساتھ اشرف المخلوقات سے یہ عہد و پیان کر رہی تھی اور دوسری طرف اپنے وعدہ کی تکمیل کے لئے اسی مخلوقات میں سے کچھ ہستیوں کو نامزد فرما رہی تھی جن کو آئندہ رشد و ہدایت کی خدمت تفویض کی جانے والی تھی۔ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے قدرت کی نظر انتخاب نے جس کو سب سے پہلے چنا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی اور آپ ہی کا نور تھا۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد۔

صبح ازل میں سب سے پہلے یہی نور جلوہ گر ہوا۔ اور جب آدم صفی اللہ سے لیکر عیسیٰ روح اللہ تک تمام انبیا کی فہرست مرتب ہو چکی تو اس اول خلق اور عالم کون و مکان کی سب سے پہلی اور سب سے مکمل تصویر کو باعتبار وجود و ظہور آخری نمبر پر رکھا گیا۔ واقف کاران قدرت اور رازداران حقیقت اس نکتہ کو سمجھ گئے اور انہوں نے یہ جان لیا کہ یہ سب سے پیچھے آنے والا ہی سب کا اکمل اور سب کا سردار ہے۔ اور آخر ایک دن دنیا نے دیکھ لیا کہ جو کام جملہ انبیاء کی سعی اور کوشش سے ناتمام رہا وہ اس اکیلے نے نہ صرف تکمیل کو پہنچا دیا بلکہ الیوم اکملت لکم دینکم کا تمغہ بھی حاصل کر لیا۔ ظاہر بین نگاہوں کو آخر ایک دن اپنی غلطی کا اعتراف کرنا ہی پڑا اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ عالم وجود میں اس اول خلق کا سب سے پیچھے تشریف لانا اس کی عزت افزائی اور کمال محبوبیت پر موقوف تھا۔ خدانخواستہ اس تاخیر سے تنقیص مرتبت مقصود نہ تھی ؎

اے ختم رسل قرب تو معلومم شد ۔ دیر آمدئی از رہ دور آمدئی

تاخیر کے مزید وجوہ

عالم کے انسان روحانی امراض میں مبتلا تھے۔ ہر قسم کی بیماریوں نے ان کا احاطہ کر لیا تھا۔ عالم میثاق کے عہد و پیان کو یہ بدنصیب فراموش کر چکے تھے۔ روحانی مصلح یکے بعد دیگرے علاج کے لئے

اُٹھتے رہے لیکن مریض کسی طرح سنبھلنے میں نہیں آیا۔ برسوں کی محنت میں کسی سے ایک
اور کسی نے دس اور بیس یا سینکڑوں کے غسل صحت کا شرف حاصل کیا۔
اور سب کو جانے دو سب سے بڑے پیغمبر کلیم اللہ کی دعا رست جن کو آرام ہوا تھا۔
ان کی بھی یہ حالت تھی کہ دریا کے پار ہوتے ہی بدپرہیزی کے لئے تیار ہو گئے۔
اعادہ مرض کا ظہور ان الفاظ میں ہوا کہ

اجعل لنا الٰھاکما لھم الٰھۃ — ہم کو بھی ایسے ہی معبود بنا دو جیسے اس قوم کے معبود ہیں

کلیم اللہ ان کو اچھا چھوڑ کر طور پر جاتے ہیں۔ طور کی واپسی میں معمولی تاخیر
ہو جاتی ہے اور بہت ہی قلیل عرصہ میں مریض کو دورہ پڑ جاتا ہے۔ اور ایک بدنصیب
ساحر کھڑے ہو کر تمام اُمت کو گمراہ کر دیتا ہے۔

واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من — موسیٰ کی قوم نے اُسکے بعد ایک گائے کے بنائے
حلیھم عجلا جسدا لہ خوار — ہوئے بچھڑے کو معبود بنا لیا۔

جب کلیم اللہ کے مریضوں کی یہ حالت ہو تو اس سے دیگر انبیاء علیہم السلام
کے مریضوں کا اندازہ بھی بآسانی ہو سکتا ہے۔ اور جب کسی مریض کے علاج سے
اطباء عاجز آجاتے ہیں تو سب کے آخر میں سب سے بڑے طبیب کو بلایا جاتا ہے۔ یہی وجہ
تھی کہ قدرت کی گوناگوں مصالح نے اس طبیب حاذق کو سب کے بعد مبعوث کیا جس نے
تیئیس سال کی قلیل مدت میں نہ صرف مریضوں کو صحیح اور تندرست کر دیا بلکہ مریض
میں دوسرے بیماروں کو چنگا اور اچھا کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کر دی اور ایک ایسے
دارالشفاء کی بنیاد قائم کی جو قیامت تک کے لئے بیماروں کی صحت کا کفیل و ضامن ہو گیا۔
اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

بنی نوع انسان نے دنیا میں آکر ان تمام عہود و مواثیق کو فراموش کر دیا جو
عالم ازل میں قسمیں کھا کھا کر موکد و موثق کئے تھے۔ خدا تعالیٰ کی عام دعوت واللہ

ین عوالی دار السلام سے ایسی بیزاری کا اظہار کیا۔ گویا اس دعوت سے انکا
کوئی تعلق ہی نہیں ہے لیکن اس بیزاری کے باوجود قدرت نے بخل نہیں کیا بلکہ
یکے بعد دیگرے پیغمبروں کی معرفت ان کو دعوت کے مسلسل پیام بھیجے جاتے رہے
ان بدبختوں نے جماعت داعیین کے ساتھ سخت برابرتاؤ کیا۔ بلانے والوں کو پتھر
مارے گالیاں دیں۔ اور ان بیچاروں کے ساتھ نہایت ذلیل سلوک کیا۔ آخر
خاندان کے سب سے بڑے کو بھیجا گیا اور یہ کہہ کر بھیجا گیا کہ اگر ان کی دعوت پر
بھی کوئی نہیں آیا تو اب مزید انتظار کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ اور آئندہ کوئی
نہیں آئے گا۔ کیونکہ اب ان سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ ان کا سب سے پیچھے آنا
ان کے بڑے ہونے کی دلیل ہے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی آخری بعثت
آپ کی شان و مرتبت کی دلیل ہے جس سے ان تمام امور کی تکمیل کا ظہور مقصود تھا
جو امور دوسروں سے پورے نہ ہو سکے۔ حالانکہ وہ بھی اولوالعزم تھے مرسل تھے
سینکڑوں برس کی عمریں ان کو عنایت کی گئی تھیں۔ باوجود ان تمام سازوسامان کے
بھی وہ اس منشار کو پورا نہ کر سکے جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیس سال
کی تھوڑی سی مدت میں نہ صرف پورا کر دیا بلکہ دین حنیف کو ایسی بنیادوں پر قائم
کر دیا جو بندوں کی رہنمائی کے لئے قیامت تک کافی ہیں۔

بھلا جو ابتدائے آفرینش میں نبوت کے تاج کا شرف حاصل کر چکا ہو اور
خلق آدم سے پیشتر ہی رسالت کے مبارک لقب سے ملقب کر دیا گیا ہو۔ اس کے
متعلق یہ کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ اس کی بعثت کو مؤخر کرنا الٰہی تاس مصلحت کے
ماتحت نہ تھا اور سچ تو یہ ہے کہ حقیقت کی ابتداء اور ظہور کی انتہا تمام انبیاء کی حیات و
حفاظت کے بھی دو گوشے ذمہ دار تھے۔ گویا جملہ انبیاء و مرسلین رحمۃ للعالمین ہی
کے دامن تربیت کے خوشہ چین تھے۔ اگر آپ سب سے آخر میں تشریف نہ لاتے

توان کمالات کا ظہور ہی ناممکن تھا جو بعثت کی تاخیر میں نمایاں ہوئے - تمام انبیاء
کے تکمیل کنندہ کا فرض یہی تھا کہ وہ سب کے پیچھے تشریف لا کر اس تمام کمی کو پورا
کردے جس کے پورا کرنے کی ضرورت تھی - کتب احادیث کی مشہور حدیث اس مفہوم
پر نہایت صاف طریقہ سے مشعر ہے جس میں آپ نے اپنی اور انبیاء سابقین کی
ایک مثال ان الفاظ میں بیان کی ہے -

ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل	میری مثال اور دوسرے نبیوں کی مثال ایسی ہے
رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا	جیسے کسی نے بہت عمدہ مکان بنایا لیکن مکان
موضع لبنة من زاویة فجعل الناس	میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ تعجب سے کہتے تھے
یطوفون به ویتعجبون له ویقولون	کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑی ہے پس وہ
هلا وضعت هذه اللبنة قال	آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی خاتم النبیین
فاللبنة انا وانا خاتم النبیین -	ہوں -

جب تک کسی مکان میں ایک اینٹ کی جگہ باقی ہے وہ کامل مکان نہیں ہے -
دیکھنے والوں کی نگاہیں برابر اس خالی جگہ پر پڑتی ہیں اور وہ اس نقص کا باعث
دریافت کرتی ہیں کہ آخر یہ مکان پایہ تکمیل کو کیوں نہیں پہنچایا جاتا - اگرچہ تمام اینٹیں
اپنی اپنی جگہ نصب ہیں - لیکن بقول حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ کونے کا پتھر ابھی نہیں
ہے - وہ کونے کا آخری پتھر اور قصر نبوت کی پچھلی اینٹ محض اس غرض سے مؤخر
کی گئی کہ دنیا دیکھ لے اور یہ امر ظاہر ہو جائے کہ اس قصر کی تعمیر کا سارا دارومدار اور
اس مکان کی تکمیل - اور ان سب اینٹوں کے کمالات کا انحصار اسی ایک اینٹ اور اسی
ایک پتھر پر موقوف ہے - جو آفتاب ازل کے طلوع ہونے ہی کے وقت صور علمیہ میں ممتاز
ہو چکا تھا - اور جو یوم الست کی صبح کو بلیٰ کہنے والوں کا امام تھا - عالم کائنات کی تاسیس و
تعمیر کا پہلا پتھر ہی وہ پتھر ہے جو اس خالی گوشہ کو پُر کرے گا - اور ان تمام اینٹوں کی

عزت و آبرو کا اصلی سبب ہوگا۔ اس کی بعثت ان چشم براہ اور لاکھوں انبیاء کے
انتظار کو ختم کرے گی۔ پس جو تاخیر ظہور کمالات کا اصلی باعث ہو اس پر شبہ کرنا حماقت
نہیں تو اور کیا ہے۔

انبیاء سابقین کی شرائع

عالم ازل میں اعتراف ربوبیت کے وقت ہی
حضرت حق سبحانہٗ کی جانب سے بعثت انبیاء و
رسل کا وعدہ ان الفاظ میں کیا گیا تھا۔

یٰبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی فمن اتقی و اصلح فلا
خوف علیھم ولا ھم یحزنون والذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنھا اولئٰک
اصحٰب النار ھم فیھا خلدون۔

انسانی زندگی کا اصلی مقصد جب ہی پورا ہو سکتا تھا جب قدرت انسان کو پیدا
کرنے کے بعد بھی اس کی روحانی تربیت کی ضامن ہوتی۔ اگر اس صفات متقابلہ کے
مظہر کو جو بہیمیت و ملکیت کا مجموعہ تھا اس کی حالت پر چھوڑ دیا جاتا اور حضرت حق کی
طرف سے کامل سرپرستی نہ کی جاتی تو انسان اخلاقی اصلاح سے یقیناً محروم رہتا۔
اور یہ محرومی درحقیقت اس ابدی نعمت کی محرومی ہوتی جس کی بشارت ذیل کے
الفاظ میں دی گئی تھی۔

فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔

اُس آنکھوں کی ٹھنڈک کو کوئی شخص نہیں جانتا
جو ہم نے نیک بندوں کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے۔

جس خدا نے طبیعت انسانی اور اعضاء انسانی میں اعتدال و تسویہ کا لحاظ رکھتے
ہوئے صورت جسمیہ کو ترکیب دیا تھا۔ سچ تو یوں ہے کہ اسی خالق و مالک نے روحانی
تربیت کا بھی پورا پورا انتظام کیا۔

پھر ایک نہ دو بلکہ ہزاروں اور لاکھوں انبیاء مقربین و مصلحین کو صرف اسی لئے

مبعوث کیا کہ وہ گم شدگان راہ ہدایت اور عاشقان ذات صمدیت و طلبگاران حیات
ابدیت کی صحیح رہنمائی کریں۔ اپنے اپنے زمانہ میں ہر نبی حیات طیبہ کا ایک کامل مجسمہ
اور بہترین نمونہ بنکر آیا اور خدا کے گمراہ بندوں کو پکار کر کہا انی لکم رسول امین فاتقواللہ
واطیعون۔ اے لوگو! خدا نے مجھے ان اخلاق و اوصاف پر پیدا کیا ہے جو خدائے قدوس
کے پسندیدہ ہیں میرے خدا نے مجھے صرف اس لئے مبعوث کیا ہے کہ میں تم کو صبح ازل
کی گفتگو یاد دلا کر تمہیں تمہارے وعدوں کا پابند بناؤں۔ دیکھو تمہارا مبدا اور مرجع ایک
ہی ہے تمہاری آمد و رفت نظام قدرت کے ماتحت ہے۔ تم چند دن کے لئے اس عالم میں
بھیجے گئے ہو تاکہ اس امر کو ظاہر کر دیا جائے کہ تم مادی زندگی میں مبتلا ہو کر کہاں تک
اپنی حقیقت سے آشنا رہتے ہو۔ شاید ہی کوئی عہد اور زمانہ بلکہ کوئی صدی اور سال ایسا
ہوگا جس میں یہ خدا کے برگزیدہ بندے اس عالم میں تشریف نہ لاتے ہوں اور خدا
کا پیغام اس کے بندوں کو نہ پہنچایا ہو۔ اگرچہ وقتی اعتبار سے ان کی شرائع میں باہمی
قدرے تفاوت بھی ہوتا تھا۔ لیکن اصول کے اعتبار سے یہ سب کے سب علاتی
بھائی تھے۔ اور ان سب کا ایک ہی کام تھا۔ ہر نبی روحانی اصلاح کی غرض سے
آتا تھا اور اپنے فرائض کو پوری قوت اور مستعدی کے ساتھ پورا کر کے رخصت ہو جاتا
تھا سعید روحیں اپنی گودیاں متاع ایمانی کی لازوال دولت و برکت سے پُر کر لیتی تھیں
لیکن محرومان ازلی ہمیشہ استہزاء و تمسخر اور طعن ہی میں مبتلا رہتے تھے اور آخر اس ناکامی
کی موت مر جاتے تھے جو ایک انسان کے لئے سخت ذلت و رسوائی کی موت ہے۔

یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من	بندوں پر افسوس ہے جب کوئی نبی انکے پاس
رسول الا کانوا بہ یستھزؤن	آیا تو انہوں نے اس کا مذاق اڑایا۔

باری عز اسمہ کی ربوبیت عالیہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے انسانی
ہدایت کے تمام ذرائع انسان کے لئے مہیا کر دے۔ لیکن اے بدقسمت انسان تو نے

اپنے طغیان و سرکشی کے مقابلہ میں کسی ایک احسان کی بھی قدر نہ کی۔ تو نے خدا کے برگزیدہ پیغمبروں کی آواز کو اپنی عارضی قوت اور جاہلانہ حرکات سے دبانے کی کوشش کی توحق کے مقابلہ میں باطل کی فوج لیکر صف آرا رہا۔ تو نے خدا کے معصوم بندوں کو ہر قسم کی تکلیفیں دیں اور افسوس تو اس کا ہے کہ تو ان تمام ذلیل اور کمینہ حرکات کو اپنی بہت بڑی کامیابی سمجھا۔ تو نے ان برگزیدہ ہستیوں میں سے بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو زخمی کر دیا۔ بہت سوں کو گالیاں دیکر سر بازار ذلیل کیا اور ان فرشتہ صفت انسانوں کے حق میں تو نے ہر قسم کی برائی کو جائز اور مستحسن رکھا۔ اے غدار انسان! کیا خالق و مالک کے احسانات کا یہی حق تھا جو تو نے ادا کیا۔ کیا تیرے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویریں اور پتھر کے مجسمے اور تیری ناقص عقل کے مختلف فیہ قانون اور تیری موہوم مادی زندگی یہ تمام چیزیں اس قابل تھیں کہ ان پر خدا کی پاک تعلیم اور خدا کے فرستادوں کی صحیح اور معصوم زندگی قربان کر دی جاتی۔ کیا ان معصوم مرسلین کی آبرو اسی لائق تھی کہ تیری خانہ ساز صنعت پر اس کو نثار کر دیا جاتا۔ اللہ اللہ تیری جرأت اور خدا کی رحمت۔ اف رے کافر۔ اف رے نافرمان۔

قتل الانسان ما اکفرہ — مارا جائے انسان کیا ہی نافرمان ہے۔

خاتم المرسلین کی بعثت

اس سلسلہ انبیاء کو حضرت حق جل شانہ نے ایک ایسی مقدس ہستی پر ختم کیا جس کے بعد نہ اس قانون کی مثل کسی قانون کی ضرورت ہے اور نہ اس جیسے کسی نبی کی بعثت کی حاجت ہے۔ جب عالم کون کا ظہور ہی ارادے اور مشیت کے ماتحت تھا تو ازل میں اسکی عمر بھی محدود کر دی گئی تھی جب کائنات کی بنیاد ہی فنا پر قائم ہے تو ایک دن اسکو ضرور فنا ہونا ہے۔ پھر جس کے لئے یہ بزم آرائی کی گئی تھی۔ اس صدر الصدور کی مدنیت

ضروری تھی۔ ادھر دنیا اپنی مادی ارتقا کی منزلیں بھی پوری کرنے والی تھی۔ قدرت نے ٹھیک اسی دور کی ابتدا میں جبکہ مادیت کی انتہا ہونے والی تھی اس انتہائی روحانیت کو مبعوث کیا۔ اگر مادیت بجلی اور بھاپ کے کھیل کھیلنے کو تیار تھی اور اس طرح آہستہ آہستہ ترقی کے دور کو پورا کر کے فنا کے قریب ہونے والی تھی تو روحانیت کی تکمیل بھی لازمی تھی تاکہ خدا کی حجت دنیا کے بسنے والے انسانوں پر پوری ہو جائے اور کل کسی ذی عقل کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ انا کنا عن ھذا غافلین جب خدا کی چھپی ہوئی مادی طاقتیں ظہور پذیر ہونے والی تھیں تو کوئی وجہ نہ تھی کہ قدرت کی وہ روحانی طاقت جو ازل ہی سے اس کی نظر انتخاب میں چھپی ہوئی تھی ظاہر نہ ہوتی ادھر یورپ نے مادیت میں قدم بڑھایا اور ادھر ایشیا میں ایک بے سروسامان قوت کا ظہور ہوا جس نے بطحا کی کنکریوں پر فاران کی وادی میں ایک رتیلی زمین پر بلا کسی وسائل و ذرائع کے وہ مکمل قانون مرتب کیا جس سے یورپ کے ملحدین اور دہریوں کی گردنیں جھک گئیں۔ مادہ پرست یورپ نے آخر عاجز آ کر قانون محمدی کے آگے اپنے ہتھیار ڈال دے۔ شکست کا اعتراف کر لیا۔ لارڈ میکالے کی تعزیرات نے ہزاروں ترمیمیں قبول کریں۔ لیکن حجاز کا ریگستانی اور تیرہ سو برس کا قانون آج بھی ایسا مکمل ہے کہ گویا آج ہی بنا ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

آج یورپ ہوا میں اڑ رہا ہے۔ بھاپ اور بجلی کی عارضی طاقت کے بھروسہ پر فرعون و نمرود کی طرح خدائی دعوے میں مشغول ہے لیکن حجاز موجودہ تہذیب سے بالکل ناآشنا ہے۔ وہاں کے باشندے ابھی تک موٹر کو جادو کی گاڑی اور ٹیلیفون کو الشیطان یتکلم فیہ (اس میں شیطان بولتا ہے) کہہ رہے ہیں۔ بھلا تیرہ سو برس پیشتر یہ خطۂ زمین تہذیب و تمدن سے کس قدر ناآشنا ہوگا۔

اس زمانہ کے بُعد عن التہذیب کا تصور کرو۔ اور پھر بیوی آمنہ کے یتیم بچہ کا قانون سامنے رکھ کر انصاف سے کام لو وسائل کے فقدان اور اس کی اہمیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خدارا انصاف کرو۔ کیا یہ ایک انسانی عقل کا کرشمہ ہے۔ کیا کوئی انسان ایسا مکمل قانون دنیا کی تہذیب سے نا آشنا ہو کر بنا سکتا ہے۔ آج یورپ کی مادیت مسیحیت کو ختم کر چکی ہے۔ ہندو دھرم ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ لیکن اس سیلاب کے زمانہ میں صرف ایک اسلام ہاں ہاں تنہا اسلام ہے جو یورپ کی مادیت کا پورا مقابلہ کر رہا ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس سیلاب کی دہریت نواز موجوں کی طغیانی اسلام کی ایک اینٹ بھی نہیں ہلا سکی۔ کیا اس سے بڑھ کر اسلام کی صداقت کیلئے کوئی دلیل ہو سکتی ہے عیسائی مسیحیت سے اور ہندو ویدک دھرم سے تنگ آ چکے ہیں لیکن مسلمان آج پھر از سر نو تبلیغی مذہب کی اشاعت کے لئے سر بکف نظر آتے ہیں اور میں صاف طور پر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس بیسویں صدی میں ہر سوسائٹی کے خانہ ساز مذہب کا زندہ رہنا مشکل ہے۔ ہر قسم کے جدید و قدیم مذہب بازار کی منڈی میں آ چکے ہیں اب دنیا دیکھ لے گی کہ کونسا مال زیادہ فروخت ہوتا ہے۔ کفر والحاد کے شیدائیو تم کب تک دنیا کو دھوکہ میں رکھ سکتے ہو۔ تم اپنے نفس کو خود تو دھوکہ دے سکتے ہو لیکن دنیا کے کروڑوں انسان ہمیشہ دھوکہ نہیں کھا سکتے۔ آج سے تیرہ سو برس پہلے خدا کے ایک برگزیدہ اور مقدس بندے نے حجاز کی مقدس و مطہر زمین میں ایک چھوٹی سی پہاڑی کی چوٹی پر جو صدا بلند کی تھی وہ آج ہر ایک شہر اور قریہ میں گونج رہی ہے وہ آواز کوئی نئی آواز نہ تھی بلکہ وہ دین الٰہی کا وہ پیام تھا جو ہر زمانہ میں خدا کے مقدس نبی خدا کے بندوں کو پہنچاتے رہے ہیں۔ اب سے بہت پہلے کلیم اور خلیل بھی اسی پیغام کے پیغامبر بن چکے تھے۔ آج تک ہزاروں لاکھوں نبی مبعوث ہو چکے ہیں۔ جب تک دنیا کے انسان ابتدائی منازل میں تھے تو ان کے لئے قانون الٰہی بھی مختصر اور سادہ تھا۔

لیکن جب دنیا ایک آخری کروٹ لینے والی تھی اور ارتقار کا آخری منظر اپنی انتہائی شکل میں پیش ہونے والا تھا تو اس زمانہ کی ہدایت کے لئے بھی ایسے ہی انسان کی ضرورت تھی۔ جو دنیا کے سامنے انسانی زندگی کا ایسا بہترین نمونہ پیش کرے جس سے دنیا آج تک نا آشنا تھی۔ قدرت نے اسی دن کے لئے اس گوہر بیش بہا کو چھپا رکھا تھا۔ ادھر مادہ پرستوں نے بالکل نئی اور اچھوتی معلومات کا ذخیرہ بہم پہنچایا۔ اور ادھر خالق کائنات نے روحانیت کی ایک ایسی انوکھی تصویر پیش کی جس کو دیکھ کر نئی ایجادات وجدید اختراعات کے موجدین کی عقول متحیر ہوگئیں۔

اس کی امانت ودیانت اور اس کی صداقت وذکاوت پھر اس پر سے خداداد فہم وفراست اس کی اعجاز بیانی شجاعت ودلیری روحانیت وسخاوت اور اسی قسم کے ہزار ہا اوصاف نے کفار مکہ ہی کو متحیر وعاجز نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ کفار امریکہ ولندن اور فحاشان پیرس وجاپان بلکہ کفار ہند بھی آج اسی طرح متحیر ہیں جس طرح کسی زمانہ میں ابوجہل ابولہب اور ولید بن مغیرہ جیسے سرکش وکافر متحیر تھے۔ قوم پرستی کے مردود وملعون جذبہ سے قطع نظر کر لیا جائے تو آج کونسا دل ہے جو کمالات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معترف نہیں ہے۔ دنیا میں وہ ایک ہی انسان تھا جس کو قدرت نے اپنی گوناگوں صفات کا کامل آئینہ بنا کر بھیجا تھا۔ اسکی تعلیم اگر ایک طرف حقوق اللہ کی ضامن تھی تو دوسری طرف اسی آب وتاب کے ساتھ حقوق العباد کی بھی کفیل اور ضامن تھی۔ اس کا دین نہ تو خالص سنیاسی تھا اور نہ محض مادیت کا حامی تھا۔ بلکہ وہ جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کرنے کو لایا۔ وہ دین ودنیا کا مجموعہ تھا۔ وہ خود حیات طیبہ کا ایک مجسمہ اور مکمل نمونہ تھا۔ پھر اس نے اپنی بعثت کے بعد جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی وہ ایسی کامل ومقدس تعلیم تھی جس پر عمل پیرا ہونے ہی سے ایک انسان صحیح انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ کیا دنیا نے خدا کے اس مقدس اور برگزیدہ انسان کی زندگی کا

اب تک مطالعہ نہیں کیا۔ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت گھر گھر پہنچ چکی ہے۔ شاید ہی آج تک کسی دوسرے انسان کی زندگی اور سوانح حیات اتنے عام ہوئے ہوں جس قدر کہ اب تک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہر متنفس کے سامنے پیش ہو چکی ہے۔ اگرچہ اس مقدس پیغمبر کی زندگی کے لئے اسفار و دواوین بھی کافی نہیں ہیں۔ تمام انبیاء سابقین اس کے فضائل و اوصاف اپنی امتوں کو سناتے رہے ہیں۔ کتب سابقہ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ باوجود تحریف و تبدیل کے ان کتابوں میں صدہا مبشرات موجود ہیں۔ اتنی وسیع زندگی کے لئے یہ چند اوراق کیونکر متحمل ہو سکتے ہیں۔ ہر چند کہ اس حیات طیبہ کی ورق گردانی اعادہ مکررات کے مرادف ہوگی۔ لیکن ھو المسک ما کررتہ یتضوع۔ حضورؐ کی زندگی کے واقعات کو بار بار ذکر کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مشک کو بار بار ہلائے جتنی مرتبہ کوئی مشک کو حرکت دے گا اتنی ہی خوشبو زیادہ ہوگی۔ ناظرین ایک دفعہ روح محمد رسول اللہ پر درود خوانی کرلیں تو میں ایک بہت ہی مختصر خاکہ پیش کرنے کی عزت حاصل کروں۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

ما ان مدحت محمدا بمقالتی	ولکن مدحت مقالتی بمحمد
مرحبا صل علی ہستم ثنا خوان رسول	صد سلام من بجسم پاک و بر جان رسول
اے صبا مے پیک شتافان بدرگاہ نبی	گو سلام دست بستہ پیش ایوان رسول

دیکھنا وہ چھوٹا سا بچہ ایک چھوٹا سا سیاہ عمامہ باندھے ایک لمبا سا کرتہ پہنے ایک چھوٹی سی قمچی لئے ہوئے حلیمہ کی بکریاں چرا رہا ہے۔ یہی وہ بچہ ہے جس کو ازل میں سب سے پہلے نہ صرف اول خلق کا منصب جلیلہ عطا ہوا تھا۔ بلکہ وہ نبوت کی عزت سے پیدا ہونے ہی نوازا جا چکا تھا۔ جب کوئی بھی نہ تھا۔ تنہا خالق کی ہر

تنہا مخلوق اکیلی ہی سبوح قدوس کا وظیفہ پڑھ رہی تھی تو خدا سے امام الاولین والآخرین کے معزز خطاب کا مخاطب بنا چکا تھا۔ یہ بکریوں کا چرواہا۔ نہیں نہیں دنیا کے بے شمار انسانوں کا رکھوالا آج حلیمہ کے جنگل میں اس شان سے پھر رہا ہے لیکن دوسرے دن یہی برگزیدہ انسان شام کے بازاروں میں مکہ کی ایک شریف خاتون کا وکیل بنکر تجارت کر رہا ہے۔ نہ معلوم اس امی اور بکریاں چرانیوالے کو یہ بہترین طریقہ تجارت کس نے سکھا دیا ہے۔ مکہ میں کوئی تجارتی اسکول بھی نہیں ہے۔ اور قبیلہ سعد کے باشندے تو صحیح گنتی بھی نہیں گن سکتے۔ پھر اس نوجوان نے یہ تجارت کا ڈھنگ کہاں سیکھا۔ کوئی ہے جو اس معمے کو حل کرے ؟

تجارت کو ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ غار حرا میں عبادت کا سلسلہ شروع ہو گیا ایک غار کی عزلت نشینی پھر وہ بھی متواتر کئی کئی مہینے۔ ایک انسانی سمجھ تو اس بھید کے سمجھنے سے یقیناً قاصر ہے۔ یہی عزلت نشینی ایک دن ناموس اکبر کی ملاقات کا ذریعہ بن گئی اور ورقہ بن نوفل کے ان الفاظ نے وہ سب کچھ ظاہر کر دیا جو ابھی تک پوشیدہ تھا۔ ورقہ نے نبوت کے متعلق تو جو کچھ کہا وہ کہا لیکن ایک ایسی بات بھی کہہ دی جس کا کسی کو سان وگمان بھی نہ تھا۔

یالیتنی اکون حیا حین یخرجک قومک ۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب تیری قوم تجکو مکہ سے نکالے گی۔

یہ سن کر حضور نے متعجبانہ لہجہ سے پوچھا کیا میری قوم مجھ کو جلاوطن بھی کرے گی۔ لیکن ورقہ نے نہایت اطمینان کے ساتھ فرمایا۔ لم یات رجل بما جئت بہ الا عودی یہ کوئی بات نہیں ہے جو سب کے ساتھ ہوا ہے وہ تمہارے ساتھ بھی ہوگا۔

دیکھنے والو! ذرا دیکھنا وہ جبل ابوقبیس کی چوٹی پر خدا کا مبلغ اعظم ایک کمبل کا کرتہ پہنے عمامہ باندھے کیا کہہ رہا ہے۔ یہ یکایک حاضرین نے گالیاں کیوں دینی

شروع کر دیں۔ اس پر پتھروں کا مینہ کیوں برسنے لگا۔ آخر اس نے کسی کو کیا کہہ دیا؟
صبح کے سہانے وقت میں جبکہ لوگ میٹھی نیند میں ٹھنڈی ہوا کے مزے لوٹ رہے ہیں امت کا یہ ہادی مکہ کی گلیوں میں قولوا لا الٰہ الا اللہ اور قوا انفسکم و اھلیکم نارا کی صدائیں لگا رہا ہے۔ لوگ رات کو سرہانے پتھر رکھ کر سوئے ہیں تاکہ صبح کو ان مقدس پاؤں کو زخمی کر دیں جو رات بھر خدا کی عبادت میں اپنے مولیٰ کے سامنے ومن اللیل فتہجد بہ کے حکم کی تعمیل کے لئے کھڑے رہے ہیں۔ خدا کا یہی مبلغ اعظم جنگ بدر میں ایک بہترین جرنیل اور جنگی لاٹ کے فرائض انجام دے رہا ہے اور اس خوبی سے فوجوں کو ترتیب دی ہے کہ تین سو تیرہ کی قلیل تعداد نے ایک ہزار مسلح فوج کو پسپا کر دیا ہے۔ کیا مدینہ میں کوئی حربی کالج تھا اگر نہیں تھا تو یہ جنگ کا طریقہ آخر کس کی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ اس فوجی کمانڈر کا وہ خطبہ پڑھیئے جو بدر صغریٰ کی فوجی بھرتی کے وقت دیا تھا جس کے ایک ایک لفظ سے شجاعت کے دریا امنڈ رہے ہیں۔

والذی نفسی بیدہ لاخرجن	قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر کوئی
وان لم یخرج معی احد۔	میرے ساتھ نہ چلا تو میں تنہا کفار سے لڑنے چلا جاؤں گا۔

اس شجاعت بھرے لکچر نے سامعین پر جو اثر کیا وہ ان ہزیمت خوردہ کفار سے پوچھو جو میدان جنگ میں آنے سے پیشتر ہی بھاگ گئے اور خدا تعالے نے مسلمانوں کو کامیاب صحیح سالم واپس لے آیا۔

فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل	مسلمان اللہ تعالے کی نعمتیں اور اس کی
لم یمسسھم سوء واتبعوا	رضامندی لیکر لوٹے اور ان کو کوئی نقصان
رضوان اللہ۔	نہیں پہنچا۔

غزوہ احزاب میں اس امی لقب پیغمبر کی سیاستدانی کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ

کفار کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور صبح سے پیشتر ہی سب نوک دم ہو کر بھاگ گئے
غرض کیا مبارک زندگی ہے جس میں ہر چیز علیٰ وجہ الاکمل موجود ہے۔ حلیمہ کے گھر
میں بکریاں چرانا۔ شام میں تجارت کرنا۔ غار حرا میں خاموش عبادت بجا لانا۔ فاران
کی چوٹی اور مکہ کی گلیوں میں تبلیغ کرنا۔ میدان جنگ میں ایک سپہ سالار ہونا۔ مسجد
کی محراب میں نمازیوں کا امام بننا اور ممبر پر بہترین لیکچرار کے فرائض انجام دینا۔
اور مسجد کے صحن میں قاضی اور جج بنکر فیصلے کرنا۔ پھر بیوی عائشہ کے حجرہ میں
رات کو اتنی عبادت کرنا کہ قدم مُبارک سوج کر پھٹ جائیں۔ حتیٰ تورمت قدماہ
ان تمام اوصاف حسنہ کے باوجود بہترین مقنن جس کے آگے دنیا کے مقننین سربسجود
ہو کر اپنے عجز کا اعتراف کر چکے ہوں۔ پھر لطف یہ ہے کہ امی ہیں بے پڑھے لکھے ہیں
تختی قلم دوات کی صورت بھی نہیں دیکھی۔ سلیٹ پنسل کبھی نظر سے نہیں گزری۔
کسی استاد کو شاگردی کا فخر بھی میسر نہیں ہوا۔ ان تمام وسائل ترقی کے فقدان
کے باعث سب کچھ ہیں۔ اور ایسے ہیں کہ تمام دنیا کے انسانوں کو ملا کر وزن
کیا جائے تو سب پر بھاری ہیں :

نگار ما کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت   بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما

آخر یہ سب کچھ کہاں سیکھا۔ کس نے سکھایا۔ دنیا کی تہذیب سے کوسوں دور
بیٹھ کر قیامت تک کے لئے قانون کس کی تعلیم سے بنایا۔ کفر و الحاد کے غلامو!
بتاؤ۔ آفتاب اور بجلی کے پرستارو بتاؤ۔ دیوتا پرستو! بولو۔ آخر آج دنیا کی زبانیں
کیوں گنگ ہیں۔ اس کے قرآن کا اس کے قانون کا اس کی مقدس تعلیم کا اسکی
روحانیت و اخلاق کا۔ اگر جواب رکھتے ہو تو پیش کرو۔ چودہ سو برس میں بھی اس
بے مثل کا مثیل اور اس بے نظیر کا نظیر تمہاری متجسسانہ نظریں تلاش کرنے سے قاصر رہیں

تم نے زمین کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ آسمان پر بھی میلوں اُڑ چکے ہو۔ زہرہ اور مریخ سے خط و کتابت کا بھی فخر رکھتے ہو۔ چاند کی دنیا میں کودنا چاہتے ہو۔ یہ سب کچھ کر چکے لیکن آج تک ایک انسان کا جواب میسر نہ آسکا۔ اگر اس دورِ ترقی میں تم کو اس جیسا انسان نہیں ملا تو اس کا یقین کرو کہ وہ کائنات میں تنہا تھا۔ وہ خدا کی خدائی میں اکیلا تھا۔ اسی کی رحمت کا صدقہ ہے کہ تم زمین پر چلتے ہو اور ہواؤں میں اڑتے ہو۔ اسی کا صدقہ ہے کہ تم کو ٹھنڈا پانی اور گرم روٹی مل رہی ہے۔ وہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا یا وہ ہوتا لیکن عالمین کے لئے رحمت نہ ہوتا تو دنیا کے کسی کا فر کو بھی اطمینان میسر نہ ہوتا۔ خدا کی قسم تم نے تو ابھی یہ بھی نہیں سمجھا کہ وہ کیا تھا۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز

ورنہ در محفلِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام

درود شریف پڑھنے والوں پر رحمت الٰہی کی بارش

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام بھیجنا ایک ایسا مقبول ومحبوب فعل ہے کہ جس کے اجر وثواب کو بکثرت احادیث میں ذکر کیا گیا ہے درود شریف کے تمام فضائل وکمالات کا احصار تو ناممکن ہے لیکن ہم نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے ان تمام احادیث کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے جن میں درود بھیجنے والے کے اجر اور اس کی فضیلت مذکور ہے ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ کتب احادیث میں اب کوئی حدیث اس مضمون کی باقی ہی نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک ہماری امکانی قوت کو دخل ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تلاش وجستجو میں کوئی کمی نہیں کی اور اس امر کی پوری کوشش کی کہ جس طرح ممکن ہو ہم اپنے ناظرین تک ایک ایسی جامع اور مکمل چیز پیش کر سکیں جس کا دوسری جگہ ملنا مشکل ہو۔ اگر باوجود ہماری اس سعی کے بھی کوئی حدیث مخفی رہ گئی ہو اور کسی صاحب کو اس پر اطلاع ہو تو وہ

دفتر دینی بک ڈپو دہلی کو مطلع کر دیں تاکہ اس بیش قیمت اور بیش بہا مجموعہ میں اس کا اندراج کر دیا جائے۔ ہم نے طوالت کے خوف سے عربی عبارت اور اسناد کو حذف کر دیا ہے اور صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ نیز ناظرین کی سہولت کے لئے ہر حدیث کو نمبروار درج کیا گیا ہے۔ اس محنت و جانفشانی سے ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ لوگوں کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا شوق ہو اور ہم کو بھی بفحوائے الدال علی الخیر کفاعلہ . . . اجر و ثواب سے کچھ حصہ مل جائے جس کا ہر مسلمان ضرورت مند ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ۔

فضائل کی تفصیل

(۱) جو شخص درود شریف پڑھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فعل میں موافقت کرتا ہے کیونکہ یہ وہ فعل ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف بھی منسوب کیا ہے۔

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی۔ — اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ ہمارے درود اور خدا کے درود میں بڑا فرق ہے۔ لیکن بہرحال خدا کے ساتھ اشتراک عمل ضرور ہے۔

(۲) فرشتوں کے ساتھ موافقت۔ کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نبی پر درود بھیجتا ہے اسی طرح اس کے ملائکہ بھی درود بھیجتے ہیں۔ تو جو مسلمان درود بھیجتا ہے وہ ملائکہ سے بھی موافقت کرتا ہے۔ ہمارے اور ملائکہ کے فعل میں فرق سہی، لیکن یہاں بھی موافقت و اشتراک عمل ضرور ہے۔

(۳) جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس درود بھیجنے والے پر درود بھیجتے ہیں۔

(۴) جو مسلمان ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس بندے پر دس مرتبہ

درود بھیجتا ہے۔

(۵) جو شخص ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اُس کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ دس گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔

(۶) درود پڑھنے والا دوزخ اور نفاق سے بری کر دیا جاتا ہے (گویا نفاق بھی جہنمی ہونے کی علامت ہے۔

(۷) درود کا پڑھنے والا جنت میں شہدار کے قریب آباد کیا جائے گا۔ یعنی شہدار کے مکان کے متصل ہی اس کا مکان بنایا جائے گا۔

(۸) جس دعار کی ابتدار اور انتہا میں درود ہوگا وہ دعا یقیناً قبول ہوگی۔

(۹) درود پڑھنے والا قیامت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا مستحق ہو

(۱۰) درود پڑھنے والے کو مرنے سے پہلے جنت کی بشارت دیدی جاتی ہے۔

(۱۱) جو شخص سو مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

(۱۲) درود پڑھنے والوں سے فرشتے محبت کرتے ہیں اور اُنکی اعانت و امداد کرتے ہیں۔

(۱۳) درود پڑھنے والے جنت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح داخل ہونگے کہ حضور کے کندھے سے درود پڑھنے والوں کے کندھے ملے ہوئے ہونگے مطلب یہ ہے کہ انتہائی قرب و معیت ہوگی۔

(۱۴) درود پڑھنے والا جب مرجائے تو درود اس میت کے لئے استغفار کرتا ہے۔

(۱۵) ایک درود قیامت میں کوہ احد کے برابر وزنی کر دیا جائے گا۔ تاکہ میزان میں وزن بڑھایا جا سکے۔

(۱۶) درود پڑھنے والوں کے لئے ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو درود کو رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پیش کرتا ہے۔

(۱۷) درود پڑھنے والے کو بھر پور ثواب دیا جاتا ہے۔

(۱۸) درود پڑھنے والے کے گناہ روز بروز گھٹتے جاتے ہیں۔

(۱۹) درود شریف کا ثواب غلام آزاد کرنے سے بھی زیادہ ہے۔

(۲۰) ایک دفعہ درود پڑھنے سے اسّی برس کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۲۱) درود پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک کراماً کاتبین نہیں لکھتے، اور اس کی توبہ کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ اگر یہ توبہ نہ کرے تو تین دن کے بعد گناہ لکھا جاتا ہے۔

(۲۲) درود پڑھنے والا قیامت کے ہولناک منظر سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲۳) درود پڑھنے والے کو خدا کی رحمت چاروں طرف سے ڈھانک لیتی ہے۔

(۲۴) درود پڑھنے والا اللہ کے غصہ سے مامون ہو جاتا ہے۔

(۲۵) درود پڑھنے والے کو قیامت میں عرش الٰہی کا سایہ میسر ہوگا۔

(۲۶) درود پڑھنے والا دوزخ سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کی نیکیوں کا پلڑا قیامت میں بہت وزنی ہوگا۔

(۲۷) درود پڑھنے والوں کو میدانِ حشر میں پیاس کی تکلیف نہیں ہوگی۔

(۲۸) درود پڑھنے والے دوزخ کے پل پر ثابت قدم رہیں گے اور صراط کو عبور کرنے میں ان کے پاؤں نہیں ڈگمگائیں گے۔

(۲۹) ہزار بار درود پڑھنے والا مرنے سے پیشتر اپنی جگہ اور اپنا مقام جنت میں دیکھ لیتا ہے۔

(۳۰) درود پڑھنے والے کو جنت میں بہت سی بیویاں عطا کی جائیں گی۔

(۳۱) درود پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے کسی نے بیس دفعہ جہاد کیا۔

(۳۲) درود پڑھنے والے کو صدقہ کا اجر ملتا ہے۔

(۳۳) سو مرتبہ درود پڑھنے والے کو ایک لاکھ نیکیاں دی جاتی ہیں اور اس کے ایک لاکھ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(۳۴) جو شخص روزمرہ سو مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اس کی سو حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں جن میں سے تیس دنیا کی اور ستر آخرت کی ہوتی ہیں۔

(۳۵) ہر دن میں سو بار درود پڑھنا ایسا ہے جیسے رات دن عبادت کرنا۔

(۳۶) درود شریف کا پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال سے بہتر ہے۔

(۳۷) درود جس مجلس میں پڑھا جائے اس مجلس کی زینت ہے اور قیامت میں چمکتا ہوا نور ہے۔

(۳۸) درود شریف پڑھنے سے محتاجی اور تنگدستی دور ہو جاتی ہے۔

(۳۹) درود شریف کا پڑھنے والا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہو جاتا ہے۔

(۴۰) درود پڑھنے کی برکت کا اثر درود پڑھنے والے کی اولاد تک میں ہوتا ہے۔

(۴۱) بکثرت درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے (یعنی خدا کا مقرب بن جاتا ہے)

(۴۲) جو شخص پچاس مرتبہ روز درود پڑھتا ہے اسے قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصافحہ کا شرف حاصل ہوگا۔

(۴۳) جو شخص درود شریف بکثرت پڑھتا رہتا ہے اس سے اگر بعض فرائض میں بھی کوتاہی ہو جائے تو باز پرس نہ ہوگی۔

(۴۴) درود پڑھنے والے کے دل سے زنگ دور ہو جاتا ہے۔

(۴۵) جس دعا کے ساتھ درود بھی شامل ہو وہ خدا تک پہنچ جاتی ہے اور

اسے کوئی مانع نہیں روک سکتا۔

(۴۴) جو شخص صبح شام دس دس مرتبہ درود پڑھ لیا کرتا ہے وہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(۴۵) جس شخص نے شوق و محبت کے ساتھ دن میں تین بار اور رات میں تین بار درود شریف پڑھا تو اس دن اور رات کے گناہ معاف کر دیے گئے۔

(۴۸) جو شخص گھر میں داخل ہو کر گھر والوں کو سلام علیک کرے اور اسکے بعد درود شریف پڑھے تو اس گھر سے معاش کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔

(۴۹) اگر کوئی بات بھول جائے تو درود شریف پڑھنے سے یاد آجاتی ہے۔

(۵۰) درود پڑھنے والے سے مرض نسیان دور ہو جاتا ہے۔

(۵۱) جسکے پاس خرچ کرنے کو نہ ہو اور وہ درود شریف پڑھ لے تو اسکو صدقہ کا ثواب مل جاتا ہے۔

(۵۲) درود بھیجنے والے کو حضورؐ خود جواب دیتے ہیں اور یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کی شرافت کا فخر حاصل کرتا ہے۔

(۵۳) جو شخص درود پڑھتا ہے تو اس کا نام ایک فرشتہ اسکے باپ دادا کے نام کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں پیش کرتا ہے، یعنی فرشتہ عرض کرتا ہے یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں درود کا تحفہ پیش کیا ہے۔

(۵۴) درود پڑھنے والا اس لعنت سے محفوظ رہتا ہے جسکی دعا جبرئیلؑ نے کی ہے اور حضورؐ نے اسپر آمین فرمائی ہے۔

یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے پورا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ممبر پر تشریف لائے اور پہلی سیڑھی پر قدم رکھکر فرمایا آمین۔ پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھکر فرمایا آمین اور اسی طرح تیسری سیڑھی پر قدم رکھکر فرمایا آمین۔ جب صحابہ نے دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا جس نے دونوں بڈھے ماں باپ کو پایا یا دونوں میں سے ایک ہی کی دولت نصیب ہوئی اور پھر اس نے جنت حاصل نہ کی تو یہ بدنصیب خدا کی رحمت سے دور ہو۔ میں نے کہا آمین دوسری سیڑھی پر قدم رکھتے وقت انہوں نے کہا جس شخص نے رمضان المبارک جیسا کرم مہینہ پایا اور اس مہینہ کی برکت سے جنت حاصل نہ کی تو یہ بدقسمت خدا کی رحمت سے دور ہو۔ میں نے کہا آمین۔ اور تیسری سیڑھی پر انہوں نے یہ کہا کہ جس شخص نے آپ کا نام مبارک سن کر درود نہ پڑھا تو وہ بھی خدا کی رحمت سے دور ہو۔ میں نے کہا آمین۔

(۵۵) درود پڑھنے والے کو قیامت میں جنت کا راستہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یعنے جنت میں نہایت آسانی کے ساتھ داخل ہو جاتا ہے۔

(۵۶) حضور پر جفا کرنے کے جرم سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے میرا نام سن کر درود نہ پڑھا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۵۷) درود پڑھنے والا خدا اور اس کے رسول کی لعنت سے محفوظ رہتا ہے۔

(۵۸) درود پڑھنے والا بخیل کہلانے سے محفوظ رہتا ہے یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مجھ پر درود نہیں پڑھتا وہ بخیل ہے۔

(۵۹) درود پڑھنے والے سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہو جاتی ہے۔

(۶۰) درود پڑھنے والے کو ایمان و ہدایت کی دولت سے نوازا جاتا ہے۔ اس کا دل زندہ کر دیا جاتا ہے اور گمراہی وفسق سے محفوظ رہتا ہے۔

(۶۱) درودخواں کی محبت آسمان وزمین کے بسنے والوں کے دل میں ڈال دی جاتی ہے

(۶۲) درود پڑھنے والے کی عمر میں مال میں۔ ایمان میں اور اہل وعیال میں برکت ہوتی ہے۔

(۶۳) درود کی کثرت سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت دل میں زیادہ ہوتی ہے۔

(۶۴) امت پر سرکار کا بہت بڑا حق ہے۔ یہ حق درود ہی پڑھنے سے ادا ہو سکتا ہے۔

(۶۵) درود پڑھنے والے کو خدا کے ذکر کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔

(۶۶) درود پڑھنے والے کا لقب کثیر الذکر رکھا جاتا ہے۔

(۶۷) بکثرت درود پڑھنے والے کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے اور عالم برزخ میں سرکار کی صحبت اور آپ کا قرب میسر ہوتا ہے۔

(۶۸) درود شریف پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دلیل ہے۔

انتہائی تتبع اور تلاش سے ہم ۶۸ حدیثیں جمع کر سکے ہیں۔ ناظرین سے ہماری عاجزانہ التماس ہے کہ جس شخص کو درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا ہو وہ ان روایتوں کے جمع کرنے والے کو ضرور دعاؤں میں یاد رکھے۔

کہاں کہاں درود شریف پڑھنا مستحب ہے

(۱) حالت تشہد میں التحیات پڑھنے کے بعد۔

(۲) جنازے کی نماز میں دوسری تکبیر کے بعد۔

(۳) جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں۔

(۴) اذان کے بعد۔

(۵) تکبیر کے وقت یعنی جب جماعت کے لئے تکبیر کہی جائے۔

(۶) جب کوئی دعا مانگے تو اسکے اول و آخر درود شریف پڑھنا چاہئے۔

(۷) مسجد میں داخل ہوتے وقت۔

(۸) مسجد سے نکلتے وقت۔

(۹) صفا اور مروہ پر (یہ دو پہاڑیوں کا نام ہے جنکے درمیان حاجی سعی کرتے ہیں)

(۱۰) جب کسی محفل میں لوگ جمع ہوں۔ اگر مجلس میں مسلمان جمع ہوں اور بدون درود پڑھے مجلس کو برخاست کر دیں تو اس مجلس میں برکت نہیں ہوتی۔

(۱۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جب نام لیا جائے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص میرا نام سنکر درود شریف نہیں پڑھتا تو وہ بخیل ہے۔ ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ حضور نے

آ ایسے شخص کو بد دعا دی ہے جس کے سامنے حضورؐ کا ذکر آئے اور وہ درود نہ پڑھے۔ حضرت جابر کی روایت میں اس کو شقی کہا گیا۔

(۱۲) تلبیہ کے بعد (تلبیہ اسے کہتے ہیں جو حاجی احرام کے بعد پڑھا کرتے ہیں۔ لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد و النعمة لك و الملك لا شریك لك)

(۱۳) حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت۔

(۱۴) بازار جانے وقت۔

(۱۵) ضیافت کے وقت۔

(۱۶) جب رات کو سو کر اُٹھے۔

(۱۷) قرآن شریف کی تلاوت کرنے کے بعد۔

(۱۸) جمعہ کے دن۔ اوس بن اوس کی روایت میں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو۔ جمعہ کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

(۱۹) مسجد کو دیکھ کر۔

(۲۰) مسجد میں سے گزرنے کے وقت (اگر کسی ضرورت کی وجہ سے مسجد میں سے گزرنا پڑے تو درود شریف پڑھتا ہوا گزرے۔

(۲۱) سختی اور پریشانی کے وقت۔

(۲۲) خدا سے مغفرت طلب کرنے کے وقت۔

(۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی کتاب میں لکھتے وقت۔

(۲۴) درس و تدریس کے وقت (جب کوئی مدرس سبق پڑھانا شروع کرے تو اس سے پہلے درود شریف پڑھ لے۔

(۲۵) وعظ کہتے وقت (واعظ وعظ شروع کرنے سے پہلے درود شریف پڑھے)

(۲۶) صبح اور شام کے وقت۔

(۲۷) اگر کوئی گناہ کی بات ہو جائے تو فوراً درود شریف پڑھنا چاہئے۔ درود شریف کا پڑھنا اس گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔
(۲۸) فقر و فاقہ کے وقت۔
(۲۹) کسی حاجت کے پیش آجانے کے وقت۔
(۳۰) خوف کے وقت۔
(۳۱) منگنی اور نکاح کے وقت۔
(۳۲) چھینکنے کے وقت۔
(۳۳) وضو کے بعد۔
(۳۴) گھر میں داخل ہوتے وقت۔ (یعنی جب گھر میں آئے)
(۳۵) جب خدا کا نام آئے (یعنی جہاں خداوند تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہو
(۳۶) کسی چیز کو بھول جائے اور اسکو یاد کرنا چاہتا ہو تو درود شریف پڑھنا چاہیے وہ چیز یاد آجائے گی
(۳۷) کوئی ضروری کام پیش آجانے کے وقت۔
(۳۸) کان بولنے کے وقت (کبھی کبھی کان میں ایک آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ اس آواز کو کان بولنا کہتے ہیں)۔
(۳۹) ہر نماز کے بعد۔
(۴۰) جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر سے پہلے۔
(۴۱) ایسی کتاب کو پڑھتے وقت جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا نام لکھا ہو
(۴۲) صدقہ اور خیرات کے بدلے میں یعنی ایک غریب و مفلس آدمی جسکے پاس مال نہ ہو اور اسکو صدقہ دینے کا شوق ہو تو ایسے شخص کا درود شریف پڑھ لینا خیرات کے قائم مقام ہو جاتا ہے
(۴۳) سونے کے وقت یعنی جب سونا چاہے تو درود شریف پڑھ لے۔
(۴۴) ہر مہم اور مشکل کام کے وقت (اگر کسی امر مہم کے وقت درود شریف پڑھ لے تو

اللہ تعالیٰ درود کی برکت سے اس مہم کو آسان کر دیتا ہے۔

(۴۵) علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی تکبیرات کے درمیان بھی درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

اگرچہ ہم نے تحقیق و تلاش کے بعد درود شریف کے متعلق یہ پینتالیس مواقع لکھدئے ہیں لیکن درود شریف ایسی چیز ہے کہ انسان ہر وقت ہی پڑھتا رہے تو بہتر ہے۔

مسئلہ۔ درود شریف کے لئے وضو یا غسل کی شرط نہیں ہے۔ بلا وضو اور بلا غسل کے بھی درود شریف پڑھا جا سکتا ہے۔

درود شریف کے کلمات

درود شریف کی فضیلت اور اسکے مواقع کا تذکرہ کرنیکے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند درود شریف بھی نقل کر دیے جائیں تاکہ اس باب میں یہ تصنیف کافی ہو جائے اور کسی دوسری کتاب دیکھنے کی احتیاج باقی نہ رہے۔

تمام درودوں میں افضل درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ذیل کے درود کا ثواب ستر فرشتوں سے ہزاروں دن میں بھی نہیں لکھا جا سکتا۔ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى جَسَدِهٖ فِى الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِى الْقُبُوْرِ۔ پڑھتا ہے وہ مجھے خواب میں دیکھے گا اور جس نے مجھے یہاں خواب میں دیکھا ہے وہ قیامت میں ضرور دیکھے گا۔ اور میں قیامت میں دیکھنے والے کی شفاعت کرونگا اور جسکی میں شفاعت کرونگا اللہ تعالے اسکو حوض کوثر سے پانی پلائے گا۔ اور حوض کوثر سے پانی پینے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

حضرت سحبان الہند مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب کی

پہلی تقریر سیرت

یہ تقریر حضرت مولانا کی بے شمار تقریروں کا ایک نادر مجموعہ ہے جس میں شریعت مقدسہ کے نہایت ادق مسائل و دشوار نکات اس طرح پیش کیے گئے ہیں کہ ہر عالم و عامی ان کو سمجھ سکتا ہے اور ان سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ دلی کی صاف اور شستہ زبان سلاست اور صحت معانی کے اعتبار سے یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اور عوام اور خواص کو مذہبی معلومات کا بہترین ذخیرہ بہم پہنچاتی ہے۔ حضرت مولانا کے انداز بیان اور خوبی زبان کی تمام خصوصیات اس کتاب میں جمع کردی گئی ہیں۔

کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ دوسرا اڈیشن طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکا۔ اب تیسرا اڈیشن خاص اہتمام و انتظام کے ساتھ عمدہ کاغذ بہتر کتابت اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے اس کتاب میں کیا ہے اور کس قدر مسائل علمی پر یہ کتاب شامل ہے اس کا اندازہ ذیل کے عنوانات سے بخوبی چل سکتا ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود قیمت صرف ایک روپیہ۔

فہرست مضامین

انبیاء میں تفاوت
حضرت امام الحرمین کا واقعہ
حدیث سے استدلال
ذکر الٰہی موجب نجات ہے
حضرت ذوالنون مصری کا واقعہ
حضرت یونس کی معراج
نبی کریمؐ کا طریقہ تعلیم
تمثیلات
نماز کی مثال
حج کی مثال
حسد و حرص کی مثال
حسد کی مثال
اچھی بری صحبت کا اثر
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ
مسرت حق کی مثال
الدنیا سجن المؤمن وجنت الکافر
ایک شبہ کا ازالہ
حدیث شریف کے دوسرے معنی
قیدی کی زندگی
سلب اختیار
توبہ کی مسرت کا تصور
اہل دل کا فقدان
مخلوق کی اقسام
گناہ کی صلاحیت وعدم صلاحیت
شیاطین اور جنات
حضرت امیر معاویہ کا واقعہ
ایک شبہ کی مدافعت
شیطان کی اتباع
شیطان کا فریب

شیطان کا کورا جواب
ملائکہ اور شیاطین
چوتھی قسم
قرآن کی قسمیں
کلام کو مؤکد کرنا
حضورؐ کی زندگی کی قسم
حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام
قوم لوط کے لئے سفارش
حضرت لوط اور فرشتے
حضرت لوط کی لغزش
حضرت لوط اور یوسفؑ کی شرکت
حدیث شریف کے ایک و معنی
او اوی الی رکن شدید
حدیث شریف کا تیسرا ٹکڑا
والشمس کی سات قسمیں
خلقت بیدی
مسلم شریف کی حدیث
اہل کتاب سے شکایت
اہل کتاب اور اقرار ربوبیت
خواص کا اقرار نامہ
حضرت عمرؓ کا واقعہ
ایک شبہ کا ازالہ
حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تشریف آوری
متبعین غلام احمد قادیانی
مرزا کا کچا چٹھا
تاقبل تاویل الفاظ
پنجاب کا نوری فرقہ
جہالت بری چیز ہے

دفاعہ کی بیوی کا قصہ
جاہل پیروں سے سوال
مستقبل کی تاریخ
ہندوستان کی حالت
قبروں سے آٹھنا
سینہ کا قصہ
مسلمانوں سے حضرت حق کا پہلا خطاب
موت ایک معیار ہے
مسلمانوں کی موت یا لوری
برتھ کنٹرول
موت کے وقت کی لوری
حب الوطن من الایمان
حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ
حضرت عمر بن خطابؓ کا واقعہ
لوری کا تتمہ
حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ
حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ
عشق حقیقی کی نیرنگیاں
سب سے پہلی بات
بیسویں صدی کے نوجوان
ترتیب قوانین
مولانا محمد علی کا واقعہ
ارتھوٹیشن
وائٹ پیپر اور کیمونل ایوارڈ
کانگریس کی مخالفت کیوں ہے
۱۵۳۔ الف میں ترمیم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا
سیدنا عیسٰی ؑ کا واقعہ
اسلامی قانون

نوجوانوں سے سوال
ستی کی رسم
ایک بڑھیا کا واقعہ
بیوہ کے ساتھ ظلم
قوانین اسلام کی ہمہ گیری
احسان فراموشی
دوسرا معجزہ
جادو اور معجزہ کا فرق
جادو کا اثر
نبی کریمؐ کا اعجاز
سراجاً منیرا کی تفسیر
امریکہ میں قحط یتامیٰ
بارش حاصل کرنے کا طریقہ
مکروہ پروپیگنڈا
سیاست اور مذہب
سندھ کے پیر
پست اقوام پر اسلام کا احسان
صنف نازک کی بلندی
کنواری کھائے روٹیاں
بیاہی کھائے بوٹیاں
رسم ورواج کی پابندی
گاندھی جی کی غلطی
معجزات کی بحث
جناب اسرار الفاتحہ کا ایک واقعہ
ہر کمال کا شوق
سائل اور تائب کی تلاش
دوزخ سے آخری نجات پانے والا
سائل اور منبی میں کشمکش
قسموں کی مناسبت
ایک اور مثال
مومن اور منافق کی مثال